الحکم

دار الامان قادیان

چه گویم باتو گر آئی چه در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۷ | ۲۱ - فروری ۱۹۰۲ء مطابق ۱۱ - ذیقعده ۱۳۱۹ھ یوم جمعه | جلد ۶

فہرست مضامین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق

میگزین کا دوسرا نمبر بھی خدا کے فضل سے ۱۸ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو پہلے نمبر سے بھی بڑھ کر صفائی اور خوبصورتی کے ساتھ شایع ہو گیا۔ سول ملٹری گزٹ کے ایک نوٹ پر ایک لطیف مضمون حضرت مسیح موعود کے قلم سے لکھا ہوا شایع ہوا ہے جس مین مذہبی مناظرات پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے طرز کلام پر عجیب بحث ہے اور ایسا ہی اس جری اللہ فی حلل الانبیا کا ایک بیش قیمت مضمون توحید اور تثلیث پر ہے ۔ اردو میگزین مارچ سنہ ۱۹۰۲ء سے شایع ہونے لگے گا۔

اردو میگزین اور انگریزی کے لیے کل خط و کتابت براہ راست مینجر میگزین کے نام سے ہونی چاہیئے

عید الضحے پر ہونے والے امتحان کا التوا کسی دوسرے موقعہ حضرت حجۃ اللہ نے کر دیا ہے جس کی وجہ ملک مین طاعون کا بشدت پھیل جاتا ہے۔ حضرت اقدس شرعی طبی اور ملکی مصالح کی بنا پر ان ایام مین ایسا مجمع پسند نہین فرماتے جس مین طاعون زدہ علاقون کے لوگ بھی شامل ہون اسی وجہ سے جناب مرزا خدا بخش صاحب کا دورہ بھی ملتوی کرنا پڑا۔

حضرت حکیم فضل الدین صاحب چاہتے ہین کہ بذریعہ الحکم احمدی قوم کو مطلع کرین کہ حضرت جری اللہ فی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء کے نام جو خطوط آتے ہین ان مین صرف ان امور ہی کا تذکرہ ہونا چاہیئے جو حضرت اقدس ہی کے متعلق ہون ان خطوط مین ایسے امور جو ہم کتب خانہ یا مینجر میگزین یا ایڈیٹر الحکم یا کسی اور بزرگ کے متعلق یادداشتین ہون اس سے حضرت اقدس کے اوقات گرامی مین بہت بڑا حرج ہونیکے علاوہ بسا اوقات ان یادداشتون کی تعمیل نہین ہو سکتی۔ بہتر طریق یہی ہے کہ ہر ایک کے نام جدا جدا خط و کتابت کی جاوے۔

ناظرین الحکم آگاہ رہین کہ سنہ ۱۹۰۲ء اور بقایا قیمتون کے وصول کرنے کے لیے وی پی کا سلسلہ اس اشاعت سے جاری کیا جاتا ہے جو بزرگ کسی خاص وجہ سے عند الطلب یعنے وی پی کے پہونچنے پر قیمت دینے کیلیے تیار نہون وہ پہلے اطلاع دین ورنہ بدون اطلاع کے اگر واپس کرینگے تو اخبار ان کے نام بند کر کے ہرجانہ وی پی ان کے حساب مین جمع کیا جاویگا الحکم کی بہتری کیلیے مجبوراً اس طریق پر عمل کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔

استفسارات کے جواب اور بغرض رائے موصول شدہ کتابون پر رائے بوجہ کثرت م

ہی سہی وہ بھی انکار کرتے ہین ؟ فوراً ان سے فتوے توے کر شایع کرو - اس امر مین تم اگر اپنے محسن مولوی نذیر احمد سے بھی پوچھ لیتے تو اس قدر ذلیل نہ ہوتے پھر یہ کس قدر بد دیانتی ہے کہ اپنے مطلب کی خاطر خواہ نخواہ تعلیم یافتہ گروہ کو جو کل رئیس پارٹی کے ساتھ ہے مولویون کے ساتھ ملایا جاتا ہے - تعلیم یافتہ گروہ ان امور مین ہمارے ساتھ ہے نہ مولویون کے ساتھ اس کا سب سے زبردست ثبوت یہ ہے کہ خود سید احمد خان صاحب بہادر بالقابہ نے اپنے علی گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۴- جولائی ۱۹۰۰ء مین "مرزا غلام احمد صاحب قادیانی" کے عنوان سے ایک مضمون لکھ کر مسلمانون کو توجہ دلائی ہے اور اسی طریق وفاداری سرکار انگلشیہ کی طرف متوجہ کیا ہے - جو ہمارے سید و مولا امام پیش کرتے ہین چنانچہ لکھا ہے کہ "مرزا صاحب نے جو اشتہار ۲۵- جون ۱۹۰۰ء کو جاری کیا ہے - اس اشتہار مین مرزا صاحب نے ایک نہایت عمدہ فقرہ گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی اور وفاداری کی نسبت لکھا ہے - ہمارے نزدیک

ہر مسلمان کو جو گورنمنٹ انگریزی

کی رعیت ہے ایسا ہی ہونا چاہئیے

جیسا مرزا صاحب نے لکھا ہے" الاخرہ اب منصف مزاج پبلک اور وہ محقق رس گورنمنٹ سوچے کہ کیا دار العلوم صریح مغالطہ دینا نہیں چاہتا جبکہ تعلیم یافتہ گروہ کو حضرت مسیح موعود کے خلاف ان مولویون کا ہم خیال بتاتا ہے - یہی نہین بلکہ تعلیم یافتہ گروہ کی وفاداری اور سچی ارادت پر جو وہ تاج برطانیہ کی نسبت رکھتا ہے - ایک خطرناک لائیبل کرتا ہے اور ان کو ان عقاید کا پابند اور ماننے والا ٹھہراتا ہے جو بعض ناعاقبت اندیش ملانون کے سرون اور دلون میں پائے جاتے ہین - جن کا کوئی ماخذ قران اور حدیث صحیح مین نہین ہے - ہم دعوے سے کہتے ہین کہ تعلیم یافتہ گروہ سب سے زیادہ قریب حضرت اقدس مسیح موعود سے ہے اور یہی وہ قوم ہے جو بوجہ اپنے خیالات کی آزادی اور معقول پسند طبیعت کے حضرت مسیح موعود کے سلسلہ عالیہ مین داخل ہوتی جاتی ہے - چنانچہ بہت سے ایم - اے - بی - اے - ڈاکٹر - وکیل گورنمنٹ کے عہدہ دار سلسلہ عالیہ احمدیہ مین شامل ہو چکے ہین اور آئے دن ہوتے رہتے ہین - اور خود ان مولویون نے تسلیم کیا ہے کہ یہ دونون فریق ایک ہی ہین - اور دوسرے علماء جو کہے جاتے ہین وہ سب ان سربرآوردہ اور مشہور ملانون کے طفیلی ہین جن کا ذکر ہم نے اپنے مضمون مین کیا تھا - پس امر اول کی تنقیح پر بعد غور کرنے کے یہی کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے مخالف صرف وہ مولوی ہین جن کی تعداد پچاس سے زیادہ نہین - اور یہ مغالطہ ہے جو عام مسلمانون کو ان کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے - وہ لوگ جو بالکل جاہل ہین ان کی کوئی مستقل رائے نہین ہے اور خود دار العلوم کو یہ امر تسلیم کرنا پڑا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ نور ایمان سب کے دلون مین روشن ہے اگرچہ ماند پڑ گیا ہے

ہم عام مسلمانون کو اس تنقیح کے ضمن مین خوب اور آگاہ کرنا چاہتے ہین کہ دار العلوم نے خواہ نخواہ جیسے تعلیم یافتہ گروہ کے وفادارانہ معتقدات اور ان کی لائلٹی پر یہ حملہ کیا ہے کہ وہ مولویون کے ساتھ متفق ہین - یعنے خونی مہدی اور خونی مسیح کے عقیدہ رکھتے ہین - اسی طرح پر عام مسلمانون کو بھی بغاوت کے الزام کے نیچے لانے کی کوشش کی ہے - یہ کہکر کہ وہ سب کے سب پچاس مولویون کے جو ہمارے مخالف ہین ساتھ ہین - اور نہ صرف ان مسلمانون کو باغی ٹھیرانا چاہتا ہے بلکہ گورنمنٹ کو ایک کثیر تعداد دکھا کر اور ان کو مذہبی رنگ مین دکھا کر خطرناک صورت مین دھمکی دینا چاہتا ہے حالانکہ گورنمنٹ ایسی چالون کو خوب سمجھتی ہے - گورنمنٹ ایسی بے خبر گورنمنٹ نہین کہ عام مسلمانون کی نسبت وہ اپنی رائے قایم نہ کر سکے وہ خوب جانتی ہے کہ جاہل مسلمان جو اپنے مذہب سے بالکل ناواقف ہین ان مولویون کے ہرگز زیر اثر نہین اور نہ ان کی کوئی ذاتی رائے ہے دار العلوم یاد رکھے کہ عام مسلمان اس کی ان ابلہ فریبیون سے باغیانہ عقاید رکھنے والے نہین ٹھیر سکتے جبکہ ان کی کوئی مستقل رائے ہی نہین ہے - خود مولویون کا گھر مین اتفاق نہین - مقلد غیر مقلد کو کافر اور غیر مقلد مقلد کو کافر کہتے ہین - اور دونون ملکر تعلیم یافتہ گروہ کو کافر بناتے ہین - پھر دار العلوم ان کے اتفاق رائے کا دعوے کرتا ہے چہ خوش!

امر دوم کے متعلق دار العلوم کہتا ہے کہ جہاد وجہ مخالفت نہین ہے ؟ ہم اس کو تسلیم کر لین گے ! اگر وہ اِن پنجابی مولویون سے ہی ایک تحریر اس مضمون کی لیکر شایع کر دے کہ جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو جہاد کی ممانعت اور اس کے حرام ہونے کا فتوے دیتے ہین - یہ بالکل صحیح ہے - کوئی خونی مہدی اور خونی مسیح اس پاک مذہب کے لئے تلوار نہ اٹھائے گا" وغیرہ وغیرہ - اور جب تک وہ شایع نہ کرے اس جواب دینے مین جھوٹا سمجھا جاوے گا - اور صاف وجہ مخالفت کی جہاد کی ممانعت اور خونی مہدی اور خونی مسیح کے عقاید کا استیصال ہے جو آئے دن حضرت مسیح موعود کر رہے ہین -

اور اگر بعض جزئیات مین اختلاف رائے ہو اور وہ وجہ مخالفت قرار دی گئی ہو - جیسا کہ دار العلوم لکھتا ہے تو یہ حضرت اقدس مسیح موعود سے مخصوص نہین یہ اختلاف مسلمانون مین عالمگیر ہے اور اگر ان کفر نامون کو جو ایک دوسرے کے خلاف ان جلد باز ملانون نے شایع کئے ہین - جمع کیا جاوے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بالکل صحیح ثابت ہو کر حضرت مسیح موعود کے پاک وجود کو ثابت کئے دیتی ہے کہ اسلام کا صرف نام ہی نام رہ جاویگا اب مقلد اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے لیکن غیر مقلد کے نزدیک وہ بدعتی مشرک کافر ہے ایسا ہی غیر مقلد مقلد کے نزدیک نیچری دونون کے نزدیک شیعہ سنیون کے نزدیک اور خوارج کے

نزدیک وقس علے ہذا۔

اب اگر کفر کا مجموعہ لیا جاوے تو کیا اہل اسلام کا صرف نام ہی نہ نکلے گا۔ پس معلوم ہوا دوسرے اختلافات حضرت مسیح موعود سے مخصوص نہیں ہیں وہ عام ہیں۔ اہم اور سربرآوردہ وجہ یہی ہے ٭ اور اگر مسیح موعود یا مہدی معہود کا دعویٰ موجب مخالفت قرار دو۔ تب بھی مآل وہی ہوتا ہے۔ اسی دعوے کی حیثیت سے تو حضرت مسیح موعود نے جہاد کی ممانعت اور حرمت کا فتوےٰ دیا اور ان خوفناک امیدوں کا خاتمہ کر دیا جو اقتراب الساعۃ اور حجج الکرامہ پڑھنے والے حریصوں کے دلوں میں مہدی کے وقت تھیں۔ اور وہ منتظر بیٹھے تھے کہ مہدی آئے گا تو خزانے اور بنک لوٹیں گے مگر حضرت مسیح موعود نے آکر کہا کہ مہدی تو آ گیا لیکن یہ خیالات بالکل بیہودہ اور قابل نفرت ہیں ان خام خیالیوں کو سر سے نکال دو۔ امن اور صلحکاری سے اپنی زندگی بسر کرو۔ تو پھر اگر یہ ملاں مخالفت کریں تو دار العلوم ہی بتائے کہ وجہ مخالفت جہاد اور ملکی **خزانوں کی لوٹ مار کی موہوم امیدوں پر پانی پھیرنا ہی ہوا** یا کیا؟ جو کچھ بھی وجہ قرار دی جاوے اسکا مآل آخرکار یہیں آکر ٹھیرتا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ مخالفت کی وجہ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود جہاد اور خونی مہدی کے خلاف تعلیم دیتے ہیں اور یہ ان مولویوں کو ناگوار ہے کیونکہ اس سے ان کی ساری امیدیں خاک میں مل گئیں یا یوں کہو کہ ان شیخ چلی کے بھائیوں کے خیالی پلاؤ کی رکابی توڑ دی اور یہ امر کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود اور آپ کی جماعت جہاد کی واقعی مخالف ہے غیر قوموں نے بھی تسلیم کر لیا ہے چنانچہ آریہ مسافر میگزین جو پرتی ندی سبھا کے ایما سے جالندھر شہر سے شائع ہوتا ہے اور جو اسلام کا سیاہ دشمن ہے وہ اپنے رسالہ نمبر ۵ کے صفحہ ۲۹۱ میں صاف اعتراف ہے کہ **"جہاد دین اسلام کی جان ہے جس میں کسی محمدی عالم کو انکار نہیں ہو سکتا بجز میرزا صاحب اور ان کے حواریوں کے"**

اگرچہ یہ اس کی صریح غلطی ہے جو جہاد کو اسلام کی جان قرار دیتا ہے۔ اسلام تو صاف لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن کہتا ہے۔ بہرحال یہاں ہم کو صرف اتنا دکھانا مقصود ہے کہ ہمارے مخالف قوم آریہ نے بھی یہ تسلیم کر لیا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ جہاد کے خلاف ہے اور ان کے مخالف مولوی جہاد کو اسلام کی جان سمجھتے ہیں اب اس سے بڑھ کر دار العلوم کس شہادت کو چاہتا ہے۔ دار العلوم جو وجوہات مخالفت بتاتا ہے ان پر ہم بہت مختصر لکھیں گے کیونکہ زیادہ مفصل کی گنجائش نہیں لیکن اگر ضرورت پڑی تو ہم اسے اس کے گھر پہنچا کر چھوڑیں گے۔

قولہ۔ اول میرزا صاحب نے نبوت اور پیغمبری کا جھوٹا دعوےٰ کیا۔ **اقول**۔ لعنت اللہ علے الکاذبین۔ حضرت اقدس مسیح موعود کا دعوٰی کوئی نرالا اور انوکھا نہیں۔ کیا وہ مسیح موعود جس پر چالیس سال تک وحی نبوۃ ہوتی رہے گی۔ نبوۃ کے منصب سے معزول ہو جائے گا۔ جو تمہارے خیال میں آسمان سے اترنے والا ہے۔ حضرت اقدس کا دعوے مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اور مسیح موعود کے جو لوازمات ہیں وہ اس دعوے کے ساتھ ہیں۔ کیا تمہارا مسلم موعود نبوۃ اور پیغمبری کا مدعی نہیں ہوگا۔ بلکہ معزول عن النبوۃ ہوگا؟ یہ شرارت اور بے ایمانی ہے جو عام مسلمانوں کو مغالطہ دینے کے لیئے لکھدیا کہ نبوۃ اور پیغمبری کا دعوےٰ کیا ہے؟ حضرت مسیح موعود نے کوئی نرالا دعوے نہیں کیا وہی کیا جو مسیح موعود کے لیئے بخاری اور مسلم میں موجود ہے ٭ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور آپ کے بعد آپکے سوا دوسرا نبی آنے والا ہرگز نہیں مانتے

قولہ۔ جناب رسول خدا کے برابر اپنا پہلو جما دیا۔ **اقول**۔ لعنت اللہ علی الکاذبین حضرت مسیح موعود نے تو فرمایا ہے کہ۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

اور اپنی تصنیفات میں صدہا مقامات پر ذکر کیا ہے کہ ہم جو کچھ لیتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بدولت اور آپ کی سچی اطاعت کے ذریعہ سے لیتے ہیں یہ مضمون بڑی وضاحت کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں درج ہے۔ اگر دار العلوم کا پنجابی ایڈیٹر انکار کرے گا تو ہم اس کو کھول کر دکھا دینگے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمسری کا الزام دینا تمہارے خبث باطن کی دلیل ہے۔

قولہ۔ اپنے نام کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنی بیویوں کے لیئے امہات المومنین لکھوانے لگے۔

اقول۔ اے تیرہ اندرون! کیا تجھے معلوم نہیں کہ عام مسلمانوں پر بھی السلام علیکم بولا جاتا ہے۔ اور السلام علینا وعلے عباد اللہ تو نماز میں نہیں پڑھتا۔ پھر یہ کس قدر حماقت ہے کہ حضرت مسیح موعود پر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لفظ سے تو چڑتا ہے۔ جس کو خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اور اکابران امت نے سلام دیا پھر اس پر علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھنے سے چڑنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا نہیں تو کیا ہے٭؟ اے نادان سچ تیری مخالفت کا نتیجہ کہاں تک جاتا ہے اور کیا حضرت مسیح موعود جو اگر شادی کر چکے جس سے اولاد بھی ہوگی وہ تمہارے نزدیک ام المومنین نہ ہوگی؟ اس کے متعلق تیری ذاتی رائے قابل سند نہیں دہلی کے مکفر المسلمین مولوی نذیر حسین سے فتوے پوچھ؟ اور نہیں تو مولوی نذیر احمد سے ہی پوچھ لے۔ جو تیرا ممدوح ہے

قولہ۔ حمایت اسلام کا دعوے اور تخریب اسلام کے سامان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مغلظات سنائیں؟ **اقول**۔ لعنت اللہ علی الکاذبین یہ تیسری لعنت ہے حمایت اسلام پیچھے

٭ ان اللہ وملائکتہ **یصلون علے النبی**۔ میں۔ اور ھو الذی **یصلی علیکم** وملائکتہ میں اشتراک صلوٰۃ کے لحاظ سے کوئی فرق تم ہی بتا دو۔ منہ

اور حقیقی معنوں مین کرکے دکھائی اظہار الدین علے جمیع الملل کرکے دکھا دیا۔ آریوں پر الگ حجت۔ سکھوں پہ الگ۔ برہمنوں پر الگ۔ صلیب کے پرستاروں پر جدا اور اسلام کے زندہ برکات کو اپنے وجود سے ثابت کرکے دکھایا! جس کی نظیر آج زمین کی پشت پر نہین۔ حضرت عیسے علیہ السلام کو گالیان سنانے کا الزام دینا سب سے بڑھکر شرارت اور بے ایمانی ہے۔ کیا پبلک احمق یا گورنمنٹ نادان ہے جو تیری اس چال کو نہین سمجھ سکتی۔ اس قسم کی باتوں سے دارالعلوم پبلک کو بھڑکانا چاہتا ہے جو بالکل غلط ہین کیا جو شخص اپنے تئین حضرت عیسے علیہ السلام کا مثیل ٹھیراتا ہے وہ اس کو گالیان بھی دے سکتا ہے؟ کچھ تو شرم کر! ہان یہ سچ ہے کہ تم نے اس پاک اور راستبازی کی توہین کی جب تم یہ اقرار کرتے ہو کہ وہ نبوۃ سے معزول کیا جاوے گا۔ اور خدا اپنے وعدہ کے خلاف اس کو جنت سے نکالے گا اور اس پر دو موتین وارد کرے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

قولہ۔ پادریوں اور آریوں وغیرہ سے ایسے برے طریقے سے مناظرے کئے کہ انکو بالمقابل ہمارے بزرگان دین کے ساتھ ناشائستگی سے پیش آنے کا موقع مل گیا

اقول۔ لعنت اللہ علے الکاذبین۔ یہ چوتھی لعنت ہے۔ اگر دارالعلوم کے خیالی قوام کے ایڈیٹر مین کچھ بھی شرم وحیا باقی ہے تو وہ ایسی بیہودہ اور بے معنی باتون سے آیندہ کے لیے توبہ کرے گا۔ ہم واقعات کے ذریعہ سے بتاتے ہین کہ یہ کیسی کریہہ جھوٹ کی نجاست ہے جس پر دارالعلوم کے ایڈیٹر نے منہ مارا ہے۔ پبلک اور گورنمنٹ کو ایسے غلط بیان لوگون کو زیر نظر رکھنا چاہئے کہ وہ جھوٹ بول کر دوسرون کو اشتعال دلاتے ہین۔ ہم دکھاتے ہین کہ دریدہ دہن مخالفین اسلام نے ہمیشہ ابتدا کی ہے اور حضرت مسیح موعود کی بعثت بلکہ پیدایش سے بھی کبھی ایک عرصہ دراز پہلے یہ لوگ شرارت کی راہ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین کو گالیان دیتے رہے ہین۔

چنانچہ ہم دارالعلوم کے باخبر ایڈیٹر کو مخاطب کرکے پوچھتے ہین کہ پنجابی کاتب صاحب ذرا بتاؤ تو سہی۔

سنہ [illegible] مین جبکہ ابھی شاید دارالعلوم کے ایڈیٹر کا پنجاب مین قوام بھی تیار نہ ہوا ہوگا دافع البہتان نام ایک کتاب پادری رانکلین صاحب نے الہ آباد کے مشن پریس مین چھپواکر شایع کی۔ جسکے صفحات ۲۳ و ۲۴ و ۳۱ و ۶۹ و ۷۴ و ۸۶ و ۹۸ و ۱۵۳ و ۱۵۴ وغیرہ پر نہایت ہی گندہ زبانی سے کام لیا گیا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگ شان مین گستاخیان کی گئی ہین۔

کیا دارالعلوم کا ایڈیٹر بتائے گا کہ پادری رانکلین نے یہ کتاب حضرت مسیح موعود کی کس کتاب کے جواب مین لکھی تھی؟

پھر ماسٹر رامچندر عیسائی نے سنہ [illegible] مین ایک کتاب مسیح الدجال کے نام سے لکھی تھی جس مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ دجال بنایا گیا۔؟

کیون جی دارالعلوم کے پنجابی ایڈیٹر صاحب یہ کتاب مسیح موعود کی کس کتاب کی وجہ سے لکھی گئی تھی؟ کچھ شرم ہے یا نہین۔

پھر ٹھاکرداس نے سیرۃ المسیح والمحمد لودہانہ کے مشن پریس مین چھپواکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پہ حملے کیے کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ حضرت مسیح موعود کے کس رسالہ کا جواب ہے؟ کچھ تو شرم کرو۔

پھر پادری راجرس نے سنہ [illegible] مین تفتیش الاسلام کے نام سے ایک کتاب شایع کی جس کے صفحات ۲۳ و ۴۹ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۵ و ۶۶ و ۸۰ و ۸۲ و ۹۷ و ۱۰۰ پر خصوصیت کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی گئی ہے۔ کیا دارالعلوم کا ناعاقبت اندیش ایڈیٹر ایمان اور حیا کے ساتھ بتا سکے گا کہ یہ حضرت اقدس مسیح موعود کے کس اشتعال سے لکھی گئی۔؟

پھر پادری عمادالدین کی تصنیفات جو سنہ ۱۸۵۷ء سے بھی پہلے شایع ہو چکی ہین جن مین بجز گندہ دہانی کے اور کچھ نہین یہانتک کہ خود عیسائیوں کو اعتراف کرنا پڑا کہ سنہ ۱۸۵۷ء کا غدر ہوگا تو عمادالدین کی تحریرون سے اور عمادالدین نے مسلمانون کا دل گورنمنٹ سے پھاڑنے کے لیے یہ کتابین تصنیف کی ہین دیکھو اخبار شمس الاخبار لکھنو جو پادری کریون صاحب کے اہتمام سے نکلتا تھا مورخہ ۱۵-اکتوبر سنہ [illegible] اور اخبار ہندو پرکاش امرتسر و آفتاب پنجاب لاہور سنہ [illegible] ایسا ہی میزان الحق اور پادری فنڈر کی دوسری کتابین۔

او ناعاقبت اندیش مفتری اب بتا اسلام کی توہین کس نے کرائی؟ تو نے اور تیرے حامیون یا حضرت مسیح موعود نے۔

اور بیسیون کتابون اخبارون اور رسالون کے ہم حوالے دے سکتے ہین جو حضرت مسیح موعود سے بہت عرصہ پہلے عیسائیون کی طرف سے شایع ہوئے۔ مندرجہ بالا کتابون اور حوالون سے معلوم ہو گیا کہ دارالعلوم کا ایڈیٹر ایک کمینہ اور گندہ جھوٹ بولتا ہے جب کہ وہ یہ کہتا ہے کہ عیسائیون کو اسلام کی توہین کے لئے اشتعال دلایا۔ ابھی ہم بتاتے ہین کہ حضرت مسیح موعود کی تحریرین اور مضامین اگر شایع نہ ہوتے تو حقیقت مین شمس الاخبار لکھنو کے خیال کے موافق ایک خطرناک ایجی ٹیشن مسلمانون مین پھیل جاتی۔

مگر ابھی ہم یہ بھی دکھانا چاہتے ہین کہ آریون نے بھی اسلام پر پیش دستی کرکے حملے کئے ہین۔ چنانچہ سب سے پہلے سنہ [illegible] مین اندرمن مرادآبادی نے جب ہمارے سید و مولا امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر کوئی بیس برس سے بھی کم ہوگی پاداش اسلام نام ایک گندی سے گندی کتاب شایع کرکے مسلمانون کو ستایا۔ اور ۳۰۰ صفحون مین بے انتہا گالیان دی ہین۔ پھر اندرمن نے تحفۃ الاسلام وغیرہ وغیرہ کتابون مین اس نے سخت بدزبانی کی ہے۔ اب ایڈیٹر دارالعلوم

اگر کچھ بھی حیا اور غیرت اور ایمان رکھتا ہے تو بتائے کہ اندرمن کو کس نے اشتعال دلایا تھا؟ او جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنے والے پنجابی کاتب کیون تو خدا سے نہین ڈرتا۔ پھر لودہانہ کے مشہور کھنیا لال الکھ دھاری نے اسلام کی توہین کی اور ۱۸۷۷ء مین دیانند نے ستیارتھ پرکاش شایع کی جس مین ایک مستقل باب لکھکر مسلمانون پر دل آزار حملے کیئے۔ قرآن شریف اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔

اب ان واقعات کے موجود ہوتے ہوئے بھی دار العلوم کا کہدینا کہ حضرت مسیح موعود نے ان لوگون کو جوش دلایا صریح بے حیائی ہے۔ ہان یہ بات ہم بھی جانتے ہین اور ثابت شدہ واقعہ ہے کہ مولوی محمد حسین نے حضرت مسیح کے متعلق بعض سخت مضامین لکھکر جو کشف الحقایق بمبئی مین بھی چھپے تھے عیسائیون کو جوش دلایا۔ جنہون نے امہات المومنین جیسی گندی اور دل آزار کتاب لکھی اور اعتراف کیا کہ محمد حسین کی وجہ سے لکھی ہے مگر آج تک حضرت اقدس کی تو کسی کتاب کا جواب ہی نہین ہوا نہ آپ نے ابتدا کی بلکہ حضرت اقدس کی تحریرون نے امن بخش کام کیا اور اسی لیئے ہم دعوے سے کہتے کہ حضرت حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود نے اپنی کتابون اور تحریرون کے ذریعہ مسلمانون کے جوش کھائے ہوئے دلون کو ایک سکنیت اور اطمینان کی حالت پر پہونچا دیا اور جو خطرہ خود پادریون کو بعض مفسدانہ تحریرون سے ہو گیا تھا۔ اسکو دور کرکے امن عامہ اور صلحکاری کی زندگی پھیلادی کیونکہ اگر ان کتابون کا جواب لکھکر دفاع نہ کیا جاتا تو مسلمانون کا جوش بھڑکتا۔ اور حقیقت مین یہ گورنمنٹ برطانیہ ہی کی مہربانی اور اس کی عطا کردہ آزادی کا نتیجہ ہے جس سے حضرت مسیح موعود نے سچا اور حقیقی فایدہ اٹھاکر ان الزامات کی مدافعت کی کیونکہ اگر سخت دل آزار حملون اور توہین اسلام کا جواب نہ دیا جاتا تو بعض جاہل جو جلد تر بدگمانی کی طرف جھک جاتے ہین شاید یہ خیال کرتے کہ گورنمنٹ کو پادریون کی خاص رعایت ہے اور اس سے وہ خطرہ پیش آتا جو شمس الاخبار لکھنو کے ایڈیٹر کے خیال مین ۱۸۹۷ء مین نظر آتا تھا مگر جب حضرت مسیح موعود نے ان کتابون کے اعتراضون کا بحیثیت مجموعی معقول متین اور لاجواب جواب دیدیا تو وہ اشتعال جو جاہلون کے دلون مین بھڑک کر خطرناک نتایج پیدا کر سکتا تھا اندر ہی اندر دب گیا اور مسلمانون کو معلوم ہو گیا کہ گورنمنٹ نے ہر مذہب کے پیرو کو اپنے مذہب کی تائید کی سچی آزادی دی ہے۔ غرض حضرت مسیح موعود کی ان دفاعی تحریرون نے وہ عظیم الشان احسان ملک اور قوم پر کیا ہے جس کی کوئی نظیر نہین ہے اور گورنمنٹ عالیہ تاج برطانیہ کو امن اور صلحکاری کے قیام کے لیے وہ بیش قیمت مدد دی ہے جس کا اعتراف ہر منصف مزاج کو کرنا پڑیگا ملک اور قوم پر یہ احسان کیا کہ ان کو مخالفون کے حملون سے ہمیشہ کے لیے بچا لیا۔ اور گورنمنٹ کو ان خطرات سے بچا لیا جو ان اشتعال بخش تحریرون کے جواب نہ دیئے جانے کی وجہ سے پیش آ سکتے تھے۔

ہم علے الاعلان کہتے ہین اور واقعات اور دلایل کی بنا پر کہتے ہین کہ اس قلمی جنگ مین قلم کے ساتھ ہی صلح کا علم اسی سلطان القلم نے بلند کیا ہے۔ اور ملک کے عام امن کے قیام مین ایسی مدد دی ہے

جس کی نظیر سلسلہ قلم مین نہین ہے۔

(باقی آیندہ)

یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب لاہور

پر ریویو

نمبر دوم

سلسلہ کے لیئے دیکھو نمبر ۵ جلد ۶

پھر بشپ صاحب فرماتے ہین کہ "خداوند یسوع مسیح خدا باپ کا بھی بہت ذکر کرتا تھا اور نیز اپنی ذات اور لاثانی حقیقت پر بھی بہت ہی زور دیتا تھا مثلاً ایسے الفاظ بار بار اس کی زبان مبارک سے نکلے تھے کہ

مین وہ زندگی کی روٹی ہون جو آسمان سے اتری اگر کوئی اس روٹی مین سے کھائے تو دیر تک زندہ رہے گا یوحنا [illegible]
قیامت اور زندگی مین ہوں یوحنا $\frac{11}{25}$
راہ حق اور زندگی مین ہون یوحنا $\frac{14}{6}$

یہ بات ضرور قابل غور ہے کہ جس حال مین بقول بشپ صاحب یسوع مسیح خدا باپ کا ذکر کرتا تھا اور نیز اپنی ذات اور لاثانی حقیقت پر بھی زور دیتا تھا دو مختلف ذاتون کے بیان کرنے سے صاف سمجھ مین آتا ہے کہ اس مین اور خدا باپ مین ایک غیریت تھی۔ بحالیکہ بشپ صاحب اپنے عقیدہ کے موافق اقنوم اول اور ثانی مین عینیت کے قایل ہین یہ کیسا معما اور عقدہ ہے جو حل ہونے مین نہین آتا۔ بشپ صاحب عیسائی قوم پر احسان فرمائینگے؟ اگر وہ اس عقدہ کو حل کردین کہ یسوع بحیثیت یسوع ہونے کے خدا باپ بھی ہے اور خدا بیٹا بھی!

جو جملے بشپ صاحب نے یسوع کی لاثانی حقیقت کے اظہار کے لیے یوحنا کی انجیل سے پیش کئے ہین حقیقت مین وہ قابل غور ہین اور ہم ناظرین اور بشپ صاحب کو ان آیتون پر ریمارک کرکے دکھاتے ہین کہ ان مین صداقت اور حقانیت کی روح کہان تک ہے؟ بشپ صاحب نے محض خوش اعتقادی کی بنا پر انجیل یوحنا کے ان فقرات کو کوٹ کیا ہے جن کی کوئی صداقت دنیا کی تاریخ مین یسوع کی نسبت موجود نہین ہے۔

یہ امر تو صاف ظاہر ہے کہ یسوع مسیح کا منشا اس زندگی کا جو یوحنا کی ان آیتون مین بیان کی گئی ہے روحانی زندگی ہے۔ ورنہ ابدی حیات جو اس دنیا کی ہو وہ تو بصراحت باطل ہے لیکن ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ روحانی زندگی بھی ان ایمان لانے والون مین پائی

نہین جاتی جو اس زندگی کی روٹی مین سے کھاتے ہین اگر یہ الفاظ واقعی حضرت مسیح کے منہ سے نکلے ہوتے تو ہمارا ایمان ہے کہ یہ نرے دعوے کے رنگ مین نہ ہوتے بلکہ اس کے ساتھ دلایل اور واقعات صحیحہ ہوتے لیکن ہم کو کسقدر مایوس ہونا پڑتا ہے جب ایک طرف یسوع کے یہ الفاظ اور دوسری طرف آپ کی قوت قدسی اور حیات ابدی کا نمونہ یہ پاتے ہین کہ ایک کو بھی زندہ نہ کر سکے۔

یسوع صاحب جس قدر ناکام و نامراد دنیا سے اٹھے ہین اس کی نظیر کسی ایسے انسان کے حالات مین نہین ملتی جس نے خدا کی طرف سے مامور ہو کر آنے کا دعوے کیا ہو۔

بحالیکہ یسوع مسیح تو بہ اعتقاد بشپ صاحب خود خدا تھے +

حیات ابدی اور قیامت کا ثبوت تو یہ ہوسکتا تھا کہ آپ کی تعلیم سے اعلے درجہ کے انسان درست ہو کر نکلتے۔ لیکن اس زمانہ مین آخر عیسائی پادریون کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ یسوع مسیح کی تعلیم ان کے حواریون یا شاگردون کی پست خیالی کم فہمی اور دنیا طلبی کو دور نہ کر سکی اور ان مین سے ایک بھی ایسا مستعد۔ ذکی۔ اور پاکیزگی کا کامل نمونہ نہ نکلا جس کو بطور شہادت پیش کیا جاوے۔

کامل وفاداری اور خلوص کے اظہار کا وہ وقت تھا جبکہ یہ نرالی وضع کا خداوند یسوع مسیح یہودیون کے ہاتھون پکڑا گیا اور صلیب پر چڑھایا گیا۔ ایسے وقت مین جو کچھ بزدلی اور بد اعتقادی ان زندگی کی روٹی مین سے کھانے والون نے دکھائی وہ انجیل کے صفحات مین یسوع مسیح کی تعلیم کی کمزوری اور موت کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔

یہودا اسکریوطی کا تیس درہم لیکر اپنے خدا کو پکڑوا دینا اور پطرس کا سامنے لعنت کرنا ایسی باتین نہین ہین جو ایک غور کن ریویو نویس کی نظر سے بچ جائین۔ خصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ یسوع مسیح کے اس دعوے پر نظر ثانی کر رہا ہو کہ قیامت اور زندگی مین ہون یا زندگی کی روٹی مین ہون۔

یسوع مسیح کی زندگی بخش تعلیم سے جو لوگ تیار ہوئے تھے انہون نے امتحان اور آزمایش کے وقت جو کچھ نمونہ دکھایا ہے وہ ایسا ہے کہ بعض فاضل مسیحون نے حواریون کی ان حرکات کو قابل شرم قرار دیا ہے پھر اس پر بھی یہ کہنا کہ زندگی کی روٹی یسوع مسیح ہے یا حیات ابدی وہ ہے۔ کس قدر مضحکہ خیز دعوے ہے +

ہم کہتے ہین کہ اگر واقعی یسوع مسیح کی زندگی اور حیثیت نرالی قسم کی تھی اور اعلے درجہ کے اقتداری معجزات جو انجیل کے خوش اعتقاد بیان کرتے ہین ان سے ظاہر ہوئے تھے تو پھر کیا وجہ ہے؟ کہ وہ حواری جو رات دن ان کے ساتھ رہتے تھے اور ان پر ایمان لاچکے تھے انجام کار ایسے سست اعتقاد اور ضعیف الایمان ثابت ہوئے کہ خود انجیل ہی اس کی شہادت کے لیے کافی ہے پھر وہ لوگ جو آپ کے ہم نوالہ ہم پیالہ تھے اور جن مین سے بعض کو بہشت کی کنجیان تفویض کی گئی تھین اور جو خود انکا معتمد علیہ خزانچی تھا اوس کو پکڑوانے اور لعنت کرنے لیے تیار ہو جائین تو اورون کا کیا ٹھکانا ہے۔

خود حضرت مسیح نے ان کو سست اعتقاد اور شیطان کہہ کر پکارا ہے تو پھر اور کون ہے جو ان کی روحانیت کے کمال کا تذکرہ کر سکے۔

پس جبکہ یسوع مسیح کی زندگی مین اس زندگی کی روٹی کھانے والے نفسانیت کی تنگ و تار قبرون سے نہ نکل سکے اور خدا مین زندگی کی ہوا نے انہین مس تک نہ کیا ہو تو اور کس کی بابت گمان کیا جاوے کہ وہ یسوع مسیح زندگی کی روٹی مین سے کھاکر زندہ ہو گیا۔

زندگی کے آثار جب قوم مین مفقود ہین تو اس کے بانی کو زندگی کی روٹی کہنا بجائے خود ایک مردہ دل کا کام ہوسکتا ہے + ہم بشپ صاحب اور دیگر عیسائیونکو اور بھی وضاحت کے ساتھ دکھائینگے کہ عیسائیون مین زندگی کی روح نہیں۔ اس لیئے کہ موجودہ نصرانیت کے بانی اور اس کی تعلیم مین زندگی نہین ہے اور اس لیئے اس کی تاثیرین زندہ جاوید نہین ہوسکتی ہین۔ (باقی آئندہ)

”قادیانی“ ”کادیانی“

قادیان (بقاف قرشت) ضلع گورداسپور پنجاب مین ایک چھوٹا سا موضع ہے۔ وہ جیسا آبادی مین چھوٹا ہے ویسا ہی شہرت مین بڑا ہے۔ دنیا کے ممالک مین سے کوئی ملک ایسا نہین ہوگا۔ جہان اس کا نام نہین پہونچا ہوگا۔ اور جہان کے عام نہین تو خاص باشندے اس کے نام سے واقف نہ ہون آج سے بیس پچیس برس پیشتر کوئی قادیان کو جانتا بھی نہ تھا کہ کہان ہے؟ کدھر ہے مگر آج ہندوستان کے گھر گھر مین وہ مشہور و معروف ہے۔ اس کی اس عالمگیر شہرت کا باعث مرزا غلام احمد صاحب ہین اور وہ ان کی وجہ سے یہانتک مشہور ہوگیا ہے کہ اگر مرزا صاحب کا نام نہ لیا جاوے اور محض قادیانی بولا جائے تو اس سے مرزا غلام احمد صاحب ہی سمجھے اور مراد لئے جاتے ہین۔

مرزا صاحب کا دعوے ہے کہ وہ ملہم من اللہ اور اس صدی کے مجدد ہین اور خدا نے اُن کو لوگون کی ہدایت کے لیئے بھیجا ہے وہ مثیل مسیح اور مسیح موعود ہین اور ان کے ساتھ آسمانی نشانات ہین جو مخالفون کے لیے موجب قہر اور اتباع کے لیے باعث برکات ہین وہ اخبار غیب سے مطلع ہوتے اور آیندہ وقوع مین آنے والی باتون کی پیشین گوئیان کرتے ہین۔ ادھر ان کا تو یہ دعوے ہے ادھر مخالفین کہتے ہین کہ ملہم و مجدد ہونا تو درکنار سرے سے ان کا ایمان اور اسلام ہی مخدوش ہے ان کے عقاید

اسلام کے خلاف ہین - وہ کافر ہین ملحد ہین زندیق ہین اور ان کے سب دعوے باطل ہین وہ نہ ہادی ہین نہ مہدی نہ مثیل مسیح بلکہ فریبی اور لوگون کو دھوکا دینے والے ہین یہی سبب ہے کہ یہ لوگ اپنی تحریرون مین ان کو قادیانی نہین لکھتے بلکہ کادیانی (یعنی اپنے نزدیک مکار) لکھتے ہین - دیکھنا یہ ہے کہ کادیانی کے کیا معنی ہین - ہم نے مرزا صاحب کے مخالفین کی تحریرون مین جب جب ان کو کادیانی لکھا ہوا دیکھا ہمیشہ تعجب کیا - کیونکہ کادیانی نہ کوئی لفظ ہے نہ اسکے معنے مکار کے ہین نہ اس کا مادہ کید ہے - اسکے معنی مکار تب ہو جب یہ کید سے مشتق ہو مگر کید سے تو کائد وکیاد ہوتا ہے نہ کادی اور پھر کادی سے کادیانی زیادہ عجیب ہے مرزا صاحب کے معتقد عموماً اس لفظ کے بارے مین مخالفین کی نسبت یہ کہتے ہین کہ ان لوگون کو قادیانی بھی صحیح لکھنا نہین آتا - اور یہ ایک نہایت لطیف پیرایہ مین مخالفین مرزا صاحب کو الزام ہے مگر ذی علم لوگ بالخصوص یہ سمجھتے ہین کہ مخالفین کید سے کادیانی بنا کر اپنی بے علمی کا اظہار بلکہ اس کو ثابت کر رہے ہین زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ مخالفین مرزا صاحب کیا ادنے کیا اعلے کیا وہ جو بڑا عالم ہے اور کیا وہ بیچارہ جو شد بد سے زیادہ نہین جانتا سبھی کادیانی لکھتے ہین - اور کسی کا ذہن اس طرف منتقل نہین ہوتا کہ کسی کی ضد و مخالفت کے سبب صحیح لفظ کو غلط کیون لکھین اور اس کو بے معنی کیون بنا دین خدا تو فرماتا ہے ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی یعنی ایسا نہ کرنا کہ کسی کی ضد کے سبب عدل کو ہاتھ سے چھوڑ دو - عدل کیا کرو - کہ یہی خدا ترسی اور پرہیزگاری کی بات ہے - عدل کا لفظ عام ہے اور وہ انسان یا اور جاندار اشیا کے ساتھ مخصوص نہین اس کا اطلاق ہر چیز کی نسبت ہوتا ہے - کیا انسان کیا حیوان - کیا جاندار - کیا بیجان - کیا محسوس کیا معقول کیا لفظ کیا معنی سب کی نسبت یہ لفظ بولا جاتا ہے بلکہ داد کا لفظ جو فارسی مین عدل ہی کا ترجمہ ہے اور نہایت کثرت سے مستعمل ہے سب جانتے ہین کہ الفاظ و معانی کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے - کہتے ہین سبحان اللہ کیا کلام ہے اسکا ایک ایک لفظ داد دینے کے قابل ہے" " ایک نظم بھیجتا ہون پڑھئے گا تو بیساختہ داد دیجیے گا -

پس جو لوگ قادیانی کے لفظ کو بگاڑ کر لکھتے یا ایک غلط اور بے معنی لفظ تراشتے ہین وہ خلاف عدل و داد کرتے ہین -

راست می گویم و یزدان نہ پسندد جز راست
حرف نا راست سرودن روش اہرمن است

راقم ایک حق پسند

بیعت

مولوی محمد صاحب ساکن پیل ضلع شاہپور تحصیل خوشاب -
شیخ ڈومن صاحب کاتب سرکاری کرکپور ضلع مونگیر خاص بازار
محبوب عالم صاحب - لاہور رنگ محل
امام بخش صاحب زمیندار ساکن ڈھولن ضلع سیالکوٹ تحصیل ظفروال
عبدالکریم صاحب معمار ایضاً
میان ماہیا صاحب ایضاً
مولوی برہان الدین صاحب ساکن لورا ضلع گجرات -
امام الدین صاحب افریقہ نیروبی ہسپتال -
شیخ فرزند علی صاحب شاہجہانپور حال الہ آباد محلہ بازار علاقہ کوتوالی
رحیم بخش صاحب کشمیری - ساکن چونڈہ ضلع سیالکوٹ تحصیل ظفروال
محمد رمضان صاحب تاجر چرم ساکن لودھران ضلع ملتان -
میان عبداللہ صاحب - کہنگنہ ضلع ہوشیارپور ڈاکخانہ بلاچور -
مولوی قطب الدین صاحب ساکن کالہ کالہ ضلع گجرات ڈاکخانہ ڈانگہ -
میان بڈھا صاحب حکیم ساکن بدوملی ضلع سیالکوٹ
میان وڈہاوا صاحب جراح ایضاً
امام الدین صاحب ساکن جیون گھرڑیہ
میان عبداللہ صاحب نومسلم ساکن بدوملی -
غلام صاحب جراح ساکن بدوملی -
فضل الدین صاحب ٹھیکہ دار "
عزیز الدین صاحب جراح "
سائین مستان شاہ صاحب ساکن پنجگرائیان
پنوں خان صاحب ساکن علی پور جھنگلان -
میان ہیرا صاحب ایضاً
میان نتھو صاحب ساکن جون گرلہ
شیخ فضل الدین صاحب ساکن پنجگرائیان -
شیخ روڑا صاحب ساکن علی پور جھنگلان -
خلیفہ پیراندتا صاحب ساکن راماس ضلع امرتسر - تحصیل اجنالہ -
رحیم بخش صاحب ساکن راماس ضلع امرتسر -
مراد علی صاحب ایضاً
نبی بخش صاحب ایضاً
میان میلو صاحب ایضاً
میان جیون صاحب ایضاً
میان رلدو صاحب ایضاً

ندائے حق

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
باز بغض و کینہ وانکار اینان بہ بین
اے ملامت گر خدا را بر زبان کن یک نظر
چون خدا خاموش ماندے چنین وقت خطر
خستگان دین مرا از آسمان طلبیدہ اند
آمدم وقتے کہ دلہا خون زغم گردیدہ اند
دعوے ما را فروغ از صد نشان بنہادہ اند
مہر و ماہ ہم از پے تصدیق ما استادہ اند

آریہ مسافر اور ہم

(نیوگ اور نکاح)

حیا سوز غیرت کش اور اخلاقی قوتوں کے برباد کن مسئلہ نیوگ کا حامی آریہ مسافر بعض اوقات کثرت ازدواج پر اپنے گبر مین باوجود اس قدر خباثت اور گند کے اعتراض کرتا ہے اور پردہ سسٹم اور طلاق پر بھی نکتہ چینی کرتا ہے۔

ہم حیران ہین کہ کثرت ازدواج - پردہ - اور طلاق پر کس رنگ مین بحث کرین جو یہ نیوگ مت کا حامی ان کی حقیقت پر مطلع ہو سکے وہ کیڑا جو سنڈاس مین پیدا ہوتا ہے وہ کسطرح پر اس تیتری کی مشامہ حاصل کر سکتا ہی - جو پھولوں پر بیٹھتی اور رہتی ہے۔

اسیطرح جس شخص کے نزدیک اپنی بیوی کو اولاد حاصل کرنے کے لئے دوسرے مرد کے پاس بھیجدینا روا رکھا گیا ہو - وہ غیرت کے مفہوم کو کیونکر سمجھ سکتا ہے۔

ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہین کہ اس نیوگ کے حامی کو کثرت ازدواج کو شہوت رانی کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے ذرا بھی شرم نہ آئی اور سچ تو یہ ہے کہ شرم آئے کسطرح سکتی جبکہ گھر مین نیوگ کا پوتر مسئلہ وید بھاش اور ستیارتھ پرکاش مین تلاوت کرتے ہین۔

ہمارے محسن و مخدوم مولنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی اَیَّدَہُ اللہُ بِرُوْحِ القُدُس نے اپنے آرٹکل مین نکاح کی فلاسفی پر ایک لطیف اور عالمانہ بحث کی تھی مگر اس سے حظ اٹھانے اور اس کی تہ تک پہونچنے کے لئے ضرورت ہے ایسے دماغ کی جو انسان کے قوئی اور طبعی تقاضوں کا علم رکھتا ہو - ہم اس مختصر نوٹ مین آرین نیوگ اور اسلامی نکاح کا مقابلہ کر کے دکھانا چاہتے ہین کہ محض شہوت رانی مقصود کس مین ہے اسلامی نکاح کی علت غائی جہانتک قرآن کریم پر نظر غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے تقویٰ اور پرہیزگاری ثابت ہوتی ہے چنانچہ فرمایا مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ یعنے تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تم تقوی اور پرہیزگاری کے قلعہ مین داخل ہو جاؤ - ایسا نہ ہو کہ حیوانات کی طرح محض شہوت رانی تمہارا مقصود ہو۔

احصان کا لفظ جو حصن سے نکلا ہے صاف بتاتا ہے کہ شادی کرنے سے عفت و پرہیزگاری اور حفظ صحت کے قلعے مین انسان داخل ہو جاتا ہے اور اسی طرح پر اولاد ہو کر خاندان بھی تباہ ہونے سے بچ جاتا ہے اور ایسا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگون کو جو شادی نہ کر سکتے ہون روزہ رکھنے کی ہدایت فرمائی اور نہ یہ کہ وہ وید کے تجویز کردہ نیوگ پر قدم مارین۔

اور اولاد کے لئے بھی نری اولاد قرآن کریم کا منشاء نہیں ہے بلکہ الباقیات الصالحات اور قرۃ اعین - اس لئے اسلام نے انسان کو ہر فعل پر ایک نہ ایک ایسی تعلیم دی ہی جو اس کو تقوی کی طرف رہبری کرتی ہے۔

برخلاف اس کے نیوگ زناکاری کی رسم کو عام کرنے والا اور بے حیائی اور بے غیرتی کو رواج دیکر انسان کے اخلاق فاضلہ کا خون کرنے والا محض شہوت رانی کا ذریعہ ہے چنانچہ پنڈت دیانند نے اپنی تصنیفات مین صاف لکھدیا ہے کہ عورت کے حاملہ ہونے کی حالت مین یا مرد یا عورت کے بیمار رہنے کی حالت مین عورت یا مرد اپنی شہوانی قوتون پر غلبہ نہ پا سکین تو مرد کسی اور عورت سے اور عورت کسی دوسرے مرد سے نیوگ کر لے اب نیوگ کی حمایت کرنیوالا آریہ مسافر بتائے تو سہی کہ اسی بیغیرتی پر اسے ناز ہے اور اسی نیوگ کو محض اولاد پیدا کرنیکا ذریعہ قرار دیا جاتا ہے ہمین اندیشہ ہوتا ہی کہ اگر وہ سب کے سب حالات جو نیوگ کے متعلق پنڈت دیانند نے اپنی تصنیفون مین لکھے ہین لکھے جائین تو وہ فحش کے نیچے نہ آجائین۔

ہم اس خیال مین ہین کہ گورنمنٹ کو اس حیا سوز طریق کے بند کرنے کیطرف توجہ دلائین - کیونکہ اس سے نہ صرف بدکاری اور فحش کو ترقی ہوتی ہی بلکہ نسلوں کے اختلاط کے سبب سے بہت کچھ نقصان آریہ نسٹان کو پہونچ سکتا ہی - اور خطرناک امراض کے پھیلنے کا بھی اندیشہ ہو سکتا ہے کسی آریہ عورت کو اگر وہ حمل کو زایل کرنیوالے ادویات استعمال کر کے نیوگ کراتی رہے - تو کونسا امر مانع ہو سکتا ہے - جس حال مین کہ آریون کے نیوگ کے متعلق اشتہار شایع ہونے لگے ہین - تو کیا آیندہ یہ خطرناک وبا پھیل کر ملک کے اخلاق کو صدمہ نہ پہونچائیگی - اور ابھی تو دو دن کے اشتہار نکلے ہین - پردہ سسٹم پر اعتراض کرنیوالے آریون کی بیہوشیان اگر آزادی کی ہوا سے مست ہو کر سوامی دیانند کی آگیا پالن کرنے کے لئے نیوگ کے اشتہار دینے لگین تو بے شک بدکاری کے سیلاب کا بند ٹوٹ جاوے گا اس لئے ہم ایک مضامین کے سلسلہ مین اس خطرناک مسئلہ پر گورنمنٹ کو توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہین۔

دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود اَدَامَ اللہُ فُیُوْضَہُم مع جمیع ممبران خاندان خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہین اور عصمت انبیاء پر ایک نہ ایک زبردست اور فیصلہ کن مضمون لکھ رہے ہین بدخواہ حاسدون اور جھوٹی اور بیہودہ خبرین اڑانیوالوں کا جواب لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن ہے

۲- حضرت حکیم الامۃ مولنا مولوی نور الدین صاحب مع الخیر سیالکوٹ سے واپس تشریف لے آئے واپسی کے وقت آپ احباب لاہور کی سخت اصرار اور گذارشون پر ایک دن کے لئے لاہور قیام فرما ہوئے کئی ہزار آدمیوں کے مجمع مین ایک عظیم الشان لکچر قرآن کریم کے حقایق و معارف پر مشتمل سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کے لئے دیا - سننے والوں کا مجمع حد سے زیادہ تھا یہانتک کہ کئی سو آدمیون کو عدم گنجایش کیوجہ سے واپس جانا پڑا۔

۳- حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب بھی خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہین اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت مین بدستور مصروف ہین

۴- ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اس ہفتہ کلانور تشریف لے گئے

۵- لاہور سے منشی تاجدین صاحب اور سیالکوٹ سے غلام محمد دار الامان مین حاضر ہو کر فیض یاب ہوئے - افریقہ سے میان رحیم بخش مستری تشریف لائے۔

۶- بیعت کرنیوالونکے نام کالم بیعت مین درج ہین

۷- اس ہفتہ مین مولوی عبد الرحیم صاحب حیدرآبادی حال مقیم ایک عرصہ دراز کی بیماری کے بعد انتقال کر گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن مرحوم ایک سعید نوجوان تہاہر سے پہلے حضرت اقدس کی

انوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک وایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

مسئلہ جہاد پر ایک فرانسیسی عالم کا مضمون

اسپارٹا کے باشندوں کو جو ملکی اور تمدنی حقوق حاصل تھے وہ اجنبی لوگوں کو ہرگز نہیں دئے جاتے تھے کسی اجنبی کو یہ حق حاصل نہیں تھا۔ کہ وہ اپنی محنت سے کچھ کما سکے۔ یا جو چیز اُس کے پاس ہے، اُس کی ملکیت کا دعوے کر سکے۔ یا اپنی مرضی کے موافق اس کو استعمال کر سکے۔ عدالت کے دروازے بھی اجنبی لوگوں کے لئے بند کر دئے گئے تھے کیونکہ نہ وہ کوئی نالش کر سکتے تھے نہ اپنے مال کو کسی غاصب سے واپس لے سکتے تھے غیر قوموں کے جو باشندے گرفتار ہوتے تھے ان کے ساتھ تو نہایت ہی ظالمانہ برتاؤ کیا جاتا تھا ان کو غلاموں کیطرح ذلت وحقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ان سے ایسا بُرا سلوک کیا جاتا تھا کہ اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ غلاموں کے لئے سخت تاکید تھی کہ وہ اپنی حالت پر قائم رہیں۔ اگر کوئی غلام اس درجہ سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا، تو وہ فوراً قتل کیا جاتا تھا۔

اتھنز میں اگرچہ وہ مذہب جو حکومت کا تھا، اس بات میں بدنام تھا کہ وہ اپنے ہی احکام کے مقلدوں کو ہر قسم کے امتیازات ومنصب عطا کرتا ہے، تاہم سولن نے، جو قوانین وضع کئے تھے وہ اجنبی ملکوں کے باشندوں کے حق میں کسی قدر نرم تھے سرکاری مذہب کی حالت تو یہ تھی کہ جو شخص اس کے برخلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالتا تھا، وہ یا تو یونان سے جلاوطن کیا جاتا تھا، یا فوراً اُس کی گردن اُڑا دیجاتی تھی۔

سقراط، پروٹاگورس، دیاگورس، انکساگورس، ستلون، اور ملیا۔ وغیرہ نامور لوگوں کی نسبت مشہور ہے کہ وہ جو کام کرتے تھے اس میں مذہبی تعصب کی بو پائی جاتی تھی اور ان میں سے ہر ایک شخص مذہبی رسموں کی سخت پابندی کرتا تھا یونانیوں نے اپنے ملک کے بڑے بڑے نامور اور مشہور آدمیوں اور حکیموں کی نسبت قتل یا سزا کے احکام جاری کرنے سے بھی کوتاہی نہیں کی ہے اور یہ برتاؤ اس حالت میں کیا گیا ہے۔ جبکہ ان کی طرف سے ذرا بھی اس بات کا شک پیدا ہو کہ وہ سرکاری مذہب کے کسی عقیدہ یا مسئلہ سے منکر ہیں، مگر باوجود اس مذہبی تعصب کے وہ لوگوں کے ساتھ کسیقدر مروت کا برتاؤ بھی کرتے تھے،

اگرچہ وہ اجنبی ملکوں کے باشندے بھی کیوں نہ ہوں۔ رفتہ رفتہ ان کی اس عادت نے یہانتک ترقی کی۔ کہ یونانیوں اور غیر ملکوں کے باشندوں میں تعلقات کا سلسلہ جاری ہوگیا اور وہ اجنبیوں کے ساتھ اخلاق ومدارات سے پیش آنے لگے پھر کچھ عرصہ کے بعد اتھنز کمزوروں مظلوموں بیکسوں اور غریب الوطنوں کے لئے جائے پناہ بنگیا۔ اس کے بعد اجنبی لوگوں کو رفتہ رفتہ یہ حق بھی حاصل ہوگیا کہ وہ یونانیوں کی قوم میں شامل ہو کر رہیں اس حالت میں جو ان کو وہ عام حقوق دئے جاتے تھے، جو تمام یونانیوں کو حاصل تھے اسی فیاضانہ برتاؤ کے سبب سے اتھنز کو ہمدرد نوع انسان کا لقب دیا گیا تھا اور یہ شہر قدیم زمانہ میں اسی لقب سے مشہور تھا۔ مگر ہم نے یہ جو بیان کیا ہے کہ اجنبی ملکوں کے باشندوں کو یونانی اپنی قوم میں شامل کر لیتے تھے اس سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ یونان اصلی باشندوں کو جو ملکی اور تمدنی حقوق حاصل تھے وہ سب ان کو عطا کر دئے جاتے تھے۔ حاشا وکلا ایسا ہرگز نہیں تھا۔ بلکہ نہ وہ سرکاری عہدوں پر مامور ہو سکتے تھے نہ ان کو اپنی یونانی بیویوں پر وہ اختیار رہتا تھا جو شوہر اپنی بیویوں پر ہوا کرتا ہے جو حقوق ان کو دئے گئے تھے وہ صرف ایسے حقوق تھے، جو ہر انسان کو قدرتی طور پر حاصل ہیں اگر وہ اس درجہ سے آگے بڑھنا چاہتے تو ان کو یونان میں رہنے کا حق نہیں رہتا تھا اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ امن عام میں خلل انداز ہوتے ہیں اگر کوئی اجنبی شخص کسی ایسے حقوق کا دعوے کرتا تھا، جو یونان کے اصلی باشندوں کو حاصل تھے۔ تو یا تو اس کو جلاوطن کر دیتے تھے جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ یا اس کی آزادی چھین لیتے تھے اور اس کو کسی یونانی کا غلام بنکر رہنا پڑتا تھا اور اپنی ذات پر اُس کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا تھا اگر کوئی آقا اس کو نہ ملتا، جو اُس کو اپنی خدمت میں رکھ سکے اور اس کے نان ونفقہ کا کفیل ہو سکے تو جلاوطنی کے سوا اور کوئی علاج اس کے لئے نہیں تھا۔

رومیوں کا جو برتاؤ غیر قوم اور غیر مذہب والوں کے ساتھ تھا اس کے لحاظ سے وہ تمام گذشتہ قوموں میں سب سے زیادہ بدنام ہیں رومی اجنبی لوگوں سے سخت عداوت رکھتے تھے اگرچہ رفتہ رفتہ ان کا کسیقدر تہذیب کے سانچے میں ڈھل گیا تھا مگر درحقیقت نفرت اور عداوت کا عنصر ان کے اخلاق میں مدت دراز تک موجود رہا۔ بت پرست رومیوں نے جو ظلم عیسائیوں پر کئے اور جن کے سننے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تاریخ کی کتابوں میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں اور ہم کو اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم ان خونریزیوں اور سفاکیوں کی تشریح کریں۔

بت پرست قوموں کا جو برتاؤ غیر ملکوں اور غیر قوموں کے آدمیوں کے ساتھ رہا اس کا مختصر بیان ہم کر چکے ہیں اور وہ غالباً اس بات کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ہوگا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ میں قوانین معاشرت واخلاق میں جو ترقی ہوئی تھی اس کے لحاظ سے مسلمانوں اور بت پرستوں کی روحانی اور اخلاقی حالت کیا تھی اور دونوں قوموں کا برتاؤ اپنے سوا دوسری قوموں کیساتھ کیسا تھا۔

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے پانسو ستر برس پہلے دنیا میں ایک عجیب انقلاب ہوا تھا اور اس سے ہماری مراد حضرت عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا مبعوث ہونا ہے۔ انھوں نے اون تمام قوموں کو جنکی گردنوں میں ذلت کے طوق تھے جن کے پاؤں میں جہالت کی بیڑیاں تھیں جو غلامی کی زندگی بسر کر رہی تھیں ایک ایسے دین کی طرف بلایا جو اونکو انسانیت کے بلند ترین درجہ پر پہنچانے کی قابلیت رکھتا تھا اور جو ان کو جہالت اور نادانی کے اندھیرے سے نکالکر آزادی کی روشنی میں لا سکتا تھا۔ جب یہ مذہب ایک حد تک پھیل چکا۔ تو اس کے بعد اسلام نے اپنا علم بلند کیا۔ اور دونوں مذہبوں کے ماننے والے اس بات پر مائل ہوگئے کہ ان دونوں مذہبوں کا مقابلہ کریں اور دونوں کے مسائل اور عقائد کا امتحان کر کے ایک کو دوسرے پر فضیلت دیں۔

ہم اس مباحثہ اور مجادلہ میں پڑنا نہیں چاہتے اور اُس کو فریقین کے ان لوگوں پر چھوڑتے ہیں جو ہر دو مذاہب کے مسائل سے کامل واقفیت رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک اس قسم کے مباحثوں اور مناظروں سے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اور الٹا نقصان ہوتا ہے اور خرابیوں اور غلط فہمیوں کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے۔ ہمارا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ ہم دونوں مذہبوں کا مقابلہ عقلی طریقہ سے کریں اور ان کے اہم اور ضروری مسائل کو ایک دوسرے کے مقابل لا کر جانچیں۔

ہمکو اس بات پر پورا یقین ہے کہ قرآن مجید اور انجیل کا مقصد ایک دوسرے سے مختلف ہے اگر کوئی شخص اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ ان دونوں میں مشابہت اور مطابقت کا ہونا ثابت کرے تو ہماری رائے میں وہ غلطی پر ہے اور وہ یقیناً غلط نتیجے نکالیگا اور راہ راست سے دور جا پڑیگا ہمارے نزدیک حضرت مسیح (علیہ السلام) ایک ایسا مذہب لیکر آئے تھے جو دل شکستوں کا ساتھی اور مظلوموں کا حامی تھا۔ انھوں نے پیشین گوئی کی ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ تمام انسان بمنزلہ ایک گلہ کے ہونگے اور ان پر ایک ہی چرواہا حکومت کرے گا اس سے مذہب عیسوی کا تمام دنیا پر غالب آجانا مراد لیا جاتا ہے یہ پیشین گوئی انجیل میں بار بار بیان ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک

کلمات طیبات

حضرت امام آخرالزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۶ جلد ۶

اور پھر مسیح کے حالات کو پڑھو تو صاف معلوم ہوگا کہ یہ شخص کبھی بھی اس قابل نہیں ہو سکتا کہ نبی بھی ہو چہ جائیکہ خدا یا خدا کا بیٹا۔

تدبیر عالم اور جزا و سزا کے لئے عالم الغیب ہونا ضروری ہے اور یہ خدا کی عظیم الشان صفت ہے مگر مین ابھی دکھا آیا ہون کہ اُسے قیامت تک کا علم نہین اور اتنی بھی اُسے خبر نہ تھی کہ بے موسم انجیر کے درخت کے پاس شدت بھوک سے بیقرار ہو کر پھل کھانے کو جاتا ہے اور درخت کو جسے بذات خود کوئی اختیار نہین ہے کہ بغیر موسم کے بھی پھل دے سکے بد دعا دیتا ہے۔ اول تو خدا کو بھوک لگنا ہی تعجب خیز امر ہے اور یہ خوبی صرف انجیلی خدا ہی کو حاصل ہے کہ بھوک سے بیقرار ہوتا ہے پھر اس پر لطیفہ یہ بھی ہے کہ آپ کو اتنا علم بھی نہین ہے کہ اس درخت کو پھل نہین ہے اور پھر اگر یہ علم نہ تھا تو کاش کوئی خدائی کرشمہ ہی وہان دکھاتے اور بے بہار کے پھل اس درخت کو لگا دیتے تا دنیا کے لیے ایک نشان ہو جاتا۔ مگر اُسکی بجائے بد دعا دیتے ہین۔ اب ان ساری باتون کے ہوتے یسوع کو خدا بنایا جاتا ہے؟ مین آپ کو سچی خیر خواہی سے کہتا ہون کہ تکلف سے کچھ نہین ہو سکتا۔ ایک شخص ایک ہی وقت مین اپنی دو حیثیتین بتاتا ہے باپ بھی اور بیٹا بھی خدا بھی اور انسان بھی۔ کیا ایسا شخص دھوکہ نہین دیتا ہے۔؟

انجیل کے جن مقامات کا آپ ذکر کرتے ہین وہان سیاق سباق پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکی خدائی کے ثابت کرنے کے لیے کافی نہین ہیں کیونکہ وہ تو اس کی انسانیت ہی کو ثابت کرتے ہیں۔ اور انسانیت کے لحاظ سے بھی اسے عظیم الشان انسانون کی فہرست مین داخل نہین کر سکتے۔ جب اسے نیک کہا گیا تو اس نے انکار کیا۔ اگر اس کی روح مین بقول عیسائیان کامل تطہر اور پاکیزگی تھی پھر وہ یہ بات کیون کہتا ہے کہ مجھے نیک نہ کہو۔ علاوہ برین یسوع کی زندگی پر بہت سے اعتراض اور الزام لگائے گئے ہین اور جنکا کوئی تسلی بخش جواب آجتک ہماری نظر سے نہیں گذرا۔

ایک یہودی نے یسوع کی سوانح عمری لکھی ہے اور وہ یہان موجود ہے اس نے لکھا ہے کہ یسوع ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا اور اپنے اوستاد کے سامنے اسکے حسن و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو اوستاد نے اسے عاق کر دیا۔ اور انجیل کے مطالعہ سے جو کچھ مسیح کی حالت کا پتہ لگتا ہے وہ آپ سے بھی پوشیدہ نہین ہے کہ کس طرح پر وہ نامحرم نوجوان عورتون سے ملتا تھا۔ اور کس طرح پر ایک بازاری عورت سے عطر ملواتا تھا۔ اور یسوع کی بعض نانیون اور دادیون کی جو حالت بائبل سے ثابت ہوتی ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہین ان مین سے تین جو مشہور و معروف ہین ان کے نام یہ ہین بنت سبع - راحاب - تمر اور پھر یہودیون نے اس کی ماں پر جو کچھ الزام لگائے ہین وہ بھی ان کتابون مین درج ہین۔ ان سب کو اگر اکٹھا کر کے دیکھین۔ تو اس کا یہ قول کہ مجھے نیک نہ کہو اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے اور یہ فروتنی یا انکسار کے طور پر ہرگز نہ تھا۔ جیسا بعض عیسائی کہتے ہین۔ اب مین پوچھتا ہون کہ جس شخص کے اپنے ذاتی چال چلن کا یہ حال ہو اور جسکا نسب کا یہ تو کیا خدا ایسا ہی ہوا کرتا ہے یہ باتین اللہ تعالےٰ کے تقدس کے صریح خلاف ہین خدا اپنی قدرت سے کبھی الگ نہیں ہوا اور یسوع کی نسبت صاف معلوم ہے کہ پورا ناتوان اور بیعلم تھا

پھر یسوع کی راستبازی مین کلام ہے پہلے کہا کہ مین داؤد کا تخت قایم کرنے کے واسطے آیا ہون اور حواریون کو کپڑے بیچ کر تلوارین خریدنے کی بھی تعلیم دی لیکن جب دال گلتی نظر نہ آئی تو اسی کو یہ کہکر ٹالدیا کہ آسمانی بادشاہت ہے کیا داؤد کا تخت آسمانی تھا۔

اصل یہ ہے کہ ابتدا مین اسے خیال نہ تھا کہ کوئی مخبری کی جاوے گی۔ لیکن آخر جب مخبری ہوئی اور عدالتون مین طلبی ہوئی تو آنکھ کھلی اور آسمانی سلطنت پر اسے ٹالا۔

بھلا اس قسم کے ضعف اور بے علمی اور ایسے چال چلن کے ہوتے ہوئے کہین خدا بننا کہین بیٹا کہلانا اور انسان ہونا یہ ساری باتین ایک ہی وقت مین جمع ہو جاوین کسقدر حیرت کو بڑھانے والی ہین۔

باقی رہا پولوس کا اجتہاد یا اس کے اقوال۔ جن لوگون نے پولوس کے چال چلن پر غور کی ہے اور جیسا کہ اس کے بعض خطوط کے فقرات سے بھی معلوم ہوتا کہ وہ ہر مذہب والے کے رنگ مین ہو جاتا تھا تمھین خوب معلوم ہے اور اس کے حالات مین آزاد خیال لوگون نے لکھا ہے۔ کہ اچھے چال چلن کا آدمی نہ تھا۔ بعض تاریخون سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک کاہن کی لڑکی پر عاشق تھا۔ اور ابتدا مین اس نے بڑے بڑے دکھ عیسائیون کو دیئے اور بعد مین جب کوئی راہ اسے نہ ملی اور اپنے مقصد مین کامیابی کا کوئی ذریعہ اسے نظر نہ آیا تو اس نے ایک خواب بنا کر اپنے آپ کو حواریون کا جمعدار بنا لیا۔ خود عیسائیون کو اس کا اعتراف ہے کہ وہ بڑا سنگدل اور خراب آدمی تھا۔ اور یونانی بھی پڑھا ہوا تھا۔ مین نے جہانتک غور کی ہے مجھے یہی معلوم ہوا ہے کہ وہ ساری خرابی اس لڑکی ہی کے معاملہ کی تھی۔ اور عیسائی مذہب کے ساتھ اپنی دشمنی کامل کرنے کے لئے اس نے یہ طریق آخری سوچا کہ اپنا اعتبار جمانے کے لیئے ایک خواب سنا دی اور عیسائی ہو گیا اور پھر یسوع کی تعلیم کو اپنے طرز پر ایک نئی تعلیم کے رنگ مین ڈالدیا۔ مین کہتا ہون کہ عیسائی مذہب کی خرابی اور اس کی بدعتون کا اصل بانی یہی شخص ہے۔ اور اسکے سوا مین کہتا ہون کہ اگر یہ شخص ایسا ہی عظیم الشان تھا اور واقعی یسوع کا رسول تھا اور اسقدر انقلاب عظیم کا موجب ہونے والا تھا کہ خطرناک مخالفت کے بعد پھر یسوع کا رسول ہونے کو تھا تو ہمین دکھاؤ کہ اس کی بابت کہان پیشگوئی کی گئی ہے کہ ان صفات والا ایک شخص ہوگا اور اس کا نام و نشان دیا ہو اور یہ بھی بتایا ہو کہ وہ یسوع کی خدائی ثابت کرے گا۔ ورنہ یہ کیا اندھیر ہے کہ پطرس کے لعنت کرنے اور یہودا اسکریوطی کے گرفتار کرانے کی پیشگوئی تو یسوع صاحب کر دین اور اتنے بڑے عیسوی مذہب کے مجتہد کا کچھ بھی ذکر نہ ہو۔؟

اس لیئے اس شخص کی کوئی بات بھی قابل سند نہین ہو سکتی ہے اور جو کچھ اسنے کہا ہے وہ کونسے دلایل ہین وہ بجائے خود نرے

دعوے ہی دعوے ہین۔ مین بار بار یہی کہتا ہون اور اسلئے مکرر سہ کرر اس بات کو بیان کرتا ہون کہ آپ سمجھ لین کہ انجیل ہی کو یسوع کی خدائی کے رد کرنے کے لیئے آپ پڑھین وہ خود ہی کافی طور پر اس کی تردید کر رہی ہے اگر وہ خدا تھا تو کیون اس نے بالکل نرالی طرز کے معجزات نہ دکھائے مین نے تحقیق کر لیا ہے کہ ان کے معجزات کی حقیقت سلب امراض سے کچھ بھی بڑھی ہوئی نہ تھی جس مین آج کل یورپ کے مسمریزم کرنیوالے اور ہندو اور دوسرے لوگ بھی مشاق ہین اور خیالات ایسے بیہودہ اور سطحی تھے کہ صرع کے مریض کو کہتا ہے کہ اس مین جن گھسا ہوا ہے حالانکہ اگر صرع کے مریض کو کونین۔ کچلا۔ فولاد دین اور اندر دماغ مین رسولی نہ ہو تو وہ اچھا ہو جاتا ہے۔ بھلا جن کو مرگی سے کیا تعلق۔ چونکہ یہودیون کے خیالات ایسے ہو گئے تھے ان کی تقلید پر اس نے بھی ایسا ہی کہدیا اور یا یہ کہ جیسے آج کل جادو ٹونے کرنے والے کرتے ہین کہ بعض ادویات کی سیاہی سے تعویذ لکھ کر علاج کرتے ہین۔ اور بیماری کو جن بتاتے ہین ویسے ہی اس نے کہدیا ہو۔ مجھے افسوس ہے کہ مسیح کے معجزات کو مسلمانون نے بھی غور سے نہین دیکھا اور عیسائیون کی دیکھا دیکھی اور ان سے سن سن کر انکے معنے غلط کر لئے ہین مثلاً اکمہ کا لفظ ہے۔ جس کے معنے شب کور کے ہین اور اب معنے یہ کر لیئے جاتے ہین کہ مادر زاد اندھون کو شفا دیا کرتے تھے حالانکہ یہ اکمہ وہ مرض ہے کہ جس کا علاج بکرے کی کلیجی کھانا بھی ہے اور اس سے بھی یہ اچھے ہو جاتے ہین یسوع منعف۔ ناتوانی۔ بےکسی اور نامرادی کی پچی تصویر ہے اور عام کمزوریون مین انسانون کا شریک ہے کوئی امر خاص اس مین پایا نہین جاتا۔ کتب سابقہ کی پیشگوئیون کا جو ذخیرہ پیش کیا جاتا ہے ان مین صدہا اختلاف ہے اول تو خود یہودیون کی تفسیرون مین انکے وہ معنے ہی نہین جو عیسائی کرتے ہین اور دوسرے ان تفسیرون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پوری ہو چکی ہوئی ہین۔ ایک شخص عرصہ ہوا میرے پاس آیا تھا۔ آخر خدا نے اس پر اپنا فضل کیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ اور مسلمان ہی مرا اس کے واسطے یہودیون کو لکھا تھا اور ان سے دریافت کیا تھا۔

اور اصل وارث تو یہودی ہی ہین کہ جو ہمیشہ نبیون سے تعلیم پاتے چلے آئے تھے انہی کا حق تو ہے کہ وہ اس کی صحیح تفسیر کرین اور خود مسیح نے بھی فقیہون اور فریسیون کی بات ماننے کا حکم دیا ہے گو انکے عمل سے منع کیا ہو عیسائیون اور یہودیون مین اختلاف یہ ہے اول الذکر ان سے ابنیت اور الوہیت نکالتے ہین اور آخر الذکر کہتے ہین پوری ہو چکی ہین انصاف کے رو سے وہی حق پر ہین جنہون نے ہمیشہ نبیون سے تعلیم پائی اور ان باتون کی تجدید سے ایمان تازہ کیئے۔ اور برابر چودہ سو برس تک خدا کی باتین سنتے آئے تھے حضرت مسیح موسیٰ علیہ السلام سے چودہ سو سال بعد یعنے چودھوین صدی مین آئے تھے اور جیسے اس زمانہ مین مسیح دیا گیا تھا کہ تا موسوی جنگون کے اعتراض کو اپنی تعلیم سے دور کر دے اور خاتمہ جنگ وجدال پر نہ ہو۔ ویسے ہی اس امت کے لیئے مثیل موسیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء مین سے چودھوین صدی پر مسیح موعود مبعوث کیا گیا تا اپنی پاک تعلیم کے ذریعہ جہاد کے غلط خیال کی اصلاح کر دے اور ثابت کر دے کہ اسلام تلوار سے ہرگز نہین پھیلایا گیا۔ بلکہ اسلام اپنے حقایق اور معارف کی وجہ سے پھیلا ہے غرض یہودی پیشگوئیون کی بحث مین غالب آ جائینگے اور حق انکے ساتھ ہے اور یہ دیکھا بھی گیا ہے کہ یہودی معقول بات کہتے ہین جیسے ایلیا کے بارے مین انہون نے کہا ہے۔ اور ایسا ہی اس بارے مین انکے ہاتھ مین شہادتون کا ایک زرین سلسلہ ہے اور اگر کوئی چاہے تو ان کی کتابین اب بھی منگوا کر دکھا سکتے ہین یہی مین نے سراج الدین کو بھی کہا تھا۔

دیکھو انسان ایک برتن کو لیتا ہے تو اسے بھی دیکھ بھال کر لیتا ہے۔ پھر ایمان کے معاملہ مین اتنی لاپروائی کیون کی جاتی ہے؟ پس یہ پیشگوئیان تو یون رد ہو گئیں اب باقی رہے انجیل کے اقوال تو سب سے پہلے تو ہم یہ کہتے ہین کہ جب اصل انجیل ہی انکے ہاتھ مین نہین ہے تو کیون یہ امر قرین قیاس نہ مانا جاوے کہ اسمین تحریف کی گئی ہے۔ کیونکہ مسیح اور اور اس کی مان کی زبان عبرانی تھی جب تک ملک مین رہتے تھے وہان عبرانی بولی جاتی تھی۔ صلیب کی آخری ساعت مین مسیح کے منہ سے جو کچھ نکلا وہ عبرانی تھا۔ یعنے ایلی ایلی لما سبقتانی۔ اب بتاؤ کہ جب اصل انجیل ہی کا پتہ ندارد ہے تو اس ترجمہ پر کیا دوسرے کو حق نہین پہونچتا کہ وہ کہے اصل انجیل پیش کرو۔ اس صورت مین تو عیسائی یہودیون سے بھی گر گئے کیونکہ انہون نے اپنی اصل کتاب کو تو گم نہین کیا۔

پھر انجیل مین مسیح نے کہا ہے کہ میری انجیل اب اس لفظ پر غور کرنے سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل مسودہ انجیل کا کوئی مسیح نے بھی لکھا ہوا ور یہ تو نبی کا فرض ہوتا ہے کہ وہ خدا کی وحی کو محفوظ کرے۔ اور اس کی حفاظت کا کام دوسرون پر نہ ڈالے کہ وہ جو چاہین سو لکھ لین۔

پولوس کی بابت مین پہلے کہہ آیا ہون کہ جس کی تحریرون یا تقریرون پر اپنی خدائی کا انحصار تھا۔ تعجب کی بات ہے کہ خدا ہو کر اسکے واسطے منہ سے ایک لفظ بھی پیشگوئی کا نہ نکلا۔ بلکہ چاہیئے تھا کہ وصیت نامہ لکھ دیتے کہ پولوس اس مذہب کا جمعدار کیا جاوے گا۔ اور جب یہ نہین تو پھر اس کو کیا حق حاصل تھا کہ وہ خود بخود مجتہد بن بیٹھا۔ اس کو یہ سارٹیفکیٹ ملا کہان سے تھا؟ یہی وجہ ہے کہ یہ یسوعی مذہب نہین بلکہ پولوسی ایجاد ہے۔ غرض صدق اور اخلاص بڑی نعمت ہے جس کو خدا دے۔ مختصر یہ کہ خدا بہتر جانتا ہے۔ اور مین حلفاً کہتا ہون کہ مین تو اپنے دشمن کا بھی سب سے بڑھ کر خیر خواہ ہون۔ کوئی میری باتون کو سنے بھی۔ یہ جو کچھ مین نے کہا ہے آپ اس پر غور کرین اور اسپر جو کچھ باقی رہ جاوے اسے بیان کرین

حضرت اقدس نے اپنی تقریر کو اس مقام پر ختم کر دیا تھا کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے عرض کی کہ مسٹر عبد الحق صاحب نے اپنی تقریر مین عماد الدین کے حوالہ سے ایک بات

تثلیث کے ثبوت مین کہی ہے کہ وضو کرتے وقت تین دفعہ ہاتھ دھوتے ہین یہ تثلیث کا نشان ہے اس پر بھی کچھ فرمایا جاوے۔

فرمایا یہ تو بالکل بیہودہ اور کچی باتین ہین اس طرح پر ثبوت دینا چاہو تو جتنے مرضی ہین خط بنالو۔ عمادالدین کی ان باتون پر پادری جب علو نے ایک ریویو لکھا تھا اور اس نے بڑا واویلا کیا تھا کہ ایسی باتون سے عیسائیت کی توہین ہوتی ہے چونکہ وہ کچھ ظریف طبع تھا کہ عمادالدین سے تثلیث کے ثبوت مین یہ بات رہ گئی اور پھر ایک ایسی مثال دی جو قابل ذکر نہین۔ عمادالدین بالکل ایک جاہل آدمی تھا ہم نے اس کو اردو کی عبارت کا مطلب بیان کرنے ہی کی دعوت کی تھی جس کا جواب نہ دے سکا اور نورالحق کا جواب آج تک نہ ہوا حالانکہ پانچہزار روپیہ انعام بھی تھا۔ ایسی باتین تو پیش کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ دیکھو آخر مرنا ہے خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ دین کے معاملہ مین بڑی غور و فکر درکار ہے۔ اور پھر خدا کا فضل۔

عیسائیون کے چند عجیب و غریب فرقے

قریب دو ہزار برس کے ہوئے کہ عیسائی مت کا نام نمود شروع ہوا۔ اس وقت سے لے کر آج تک بہت سی عورتون اور مردون نے اپنے جدا جدا اور نئے نئے پنتھ عیسائی مذہب کے نام سے قایم کئے بعض بیچارے دو چار برس چلکر ہی رہ گئے بعض اور فرقون کے ساتھ خلط ملط ہو کر کچھ دیر زیادہ چلے اور بعض ان مین سے ابتک قایم ہین۔ مسٹر ہنری ڈبلیو۔ جیل صاحب ہار پجر مین ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان سے لکھتے ہین۔ اور وہ فرماتے ہین کہ عیسائیون کے مختلف فرقے اس تعداد مین موجود ہین کہ درحقیقت ان کا شمار کرنا محال ہے اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ جتنے منہ اتنی باتین عیسائی مذہب کی بنیاد بہت کمزور ہے اسلیئے ناممکن ہے کہ کوئی دیرپا عمارت اس پر قایم ہو سکے اور بقول صاحب موصوف سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ یہ تمام مختلف فرقے اپنے قول و فعل کی تائید و صداقت مین بائیبل کی ایک نہ ایک آیت پیش کر دیتے ہین گویا بائیبل مین شراب خور شراب کے جواز مین آئتین پیش کر کے حضرت عیسٰے کی زندہ مثال اور رسوم مروجہ حال کو جو عیسائیون مین پائی جاتی ہین۔ آگے رکھ دیتے ہین۔ مثلاً ایک قسم کی شراب کو حضرت عیسٰے کا خون اور ڈبل روٹی کو اسکا جسم قرار دیکر دونون کو بڑے دنون مین بطور تبرک چکھا جاتا ہے۔ دوسری طرف شراب کے دشمن بائیبل کی دو چار آئتین شراب کے خلاف پیش کر دیتے ہین غرضیکہ ہر ایک عیسائی اپنے مطلب کی بات بائیبل مین ٹٹول لیتا ہے اور اسی کو کلام الٰہی سمجھ کر عمل شروع کر دیتا ہے گویا بائیبل کے تھیلوں میں قسم قسم کے ہتھیار بھرے ہوئے ہین۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ بائیبل کی آئتین مختلف قسم کے خیالات مختلف طبایع مختلف مذاق اور مختلف لیاقتون کے آدمیون نے حسب ضرورت مختلف زمانون مین گھڑی ہین جن مین سے بہت سی مہمل یا ایسی لچکدار ہین کہ ہر طرف کو جھک جاتی ہین یہی وجہ ہے کہ بائیبل کا مجموعہ بے ترتیب اور بے ربط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تھوڑے سالون کے بعد عیسائی پادریون کو مجلس کر کے بہت سی آیتون کو غیر مستند قرار دینا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ زمانہ حال کی نکتہ چینیون سے تنگ آ گئے تو انہون نے پرانے عہد نامہ (عہد عتیق) کو قصہ پارینہ سمجھکر بالکل جواب دیدیا۔ اور اس کے کسی حوالہ کو بہت سے عیسائی فرقے قبول نہین کرتے۔

اس مضمون مین زیادہ تر یہ دکھلایا جاویگا کہ عیسائیون مین وقتاً فوقتاً کیسے عجیب و غریب فرقے پیدا ہوئے جنہون نے بہت سے آدمیون کو اپنا گرویدہ اور معتقد بنالیا تھا۔

سنہ عیسوی کی دوسری صدی مین ایک عیسائی فرقہ پیدا ہوا جو اپنے آپ کو ایڈیمائٹز یعنی آدم پنتھی کے نام سے موسوم کرتا تھا۔ مگر آجتک یہ امر طے نہین ہوا کہ اس کا اصل بانی مبانی کون تھا۔ اس فرقہ کے لوگ کسی زمانہ مین بہت بڑھ گئے تھے اور انہون نے ایک قسم کی انجمنین بنائی تھین۔ جن کو یہ پیرا ڈائیز یعنی بہشت کہا کرتے تھے ان انجمنون مین یہ تمام رسوم اور مذہبی کارروائیان بالکل مادرزاد برہنہ ہوکر کیا کرتے تھے۔ مراد یہ کہ جس طرح بہشت مین بقول عیسائیون کے بابا آدم اور اماں حوا بالکل ننگے رہتے تھے اسی طرح سے یہ ان کی تقلید کیا کرتے تھے اور اس وحشیانہ حرکت سے یہ لوگ ذرا شرمسار نہین ہوتے تھے۔ وجہ یہ کہ یہ لوگ حضرت آدم کو اپنا رہبر قرار دیتے تھے مگر یہ فرقہ کچھ زیادہ دیر قایم نہ رہ سکا لیکن پانچ چھ برس گذرے ہین کہ مختلف نام رکھکر اسے از سر نو سرسبز کرنے کی جدجہد کی گئی تھی۔ مسٹر ایے ڈبلیو میکڈونالڈ صاحب نے قریب چھ برس کے ہوئے کہ اس فرقہ کو ڈی فرڈیبرینیا کے نام سے حیات دینی چاہی تھی چنانچہ انہون نے کئی مشہور و معروف یورپین اصحاب اور ان کی خاتونون کو اپنا ممد اور معاون بنالیا تھا ان لوگون نے قدیم آدم پنتھیون کی تعلیم کی اشاعت کرنے پر آمادگی ظاہر کی تھی مگر بعد مین ان کا کچھ کام چلتا نظر نہین آیا۔ اور اب کہین ان کا ذکر تک سننے مین نہین آتا۔ تاہم یہ یقین کیا جاتا ہے کہ ایسے کئی عیسائی فرقے ہین جو اپنے جلسے بالکل خفیہ طور پر کرتے ہین اور ان کے پیرو کارزن کو مادرزاد برہنہ ہوکر ان مین شریک ہوتے ہین۔ مگر چونکہ ان کے بارہ مین عوام الناس کے روبرو کامل شہادتین پیش نہین ہوتین اس لیئے ان کا زیادہ ذکر کرنا چندان ضروری نہین ہے۔

جس زمانہ مین کہ فرقہ آدم پنتھی کا ظہور ہوا اسی زمانہ مین عیسائیون کا ایک اور عجیب و غریب فرقہ پیدا ہوا جس کا نام میلچیسی۔ ڈیشنز تھا۔ انہون اپنے

نام کو بائبل کے اس عجیب وغریب شخص کے نام پر مقرر کیا جسکا نام **میلشیڈک** تھا- اس شخص کا پُر اسرار چلن صدیون تک عیسائی دنیا کے لیئے ایک معما رہا- اور اس کی نسبت اب بہی عیسائی لوگ اس سے زیادہ نہین جانتے جتنا کہ پندرہ سو برس پیشتر جانتے تھے ہزارون صفحے اس شخص کی نسبت عیسائیون نے لکھ مارے اور اسے سیلیم کا بادشاہ قرار دیتے ہین- مگر یہ کوئی عیسائی نہیں بتلا سکا کہ وہ سیلیم کہان واقعہ تھا یہ حضرت میلشیڈک کون تھا- اور اس کو دراصل کیا منصب حاصل تھا- عیسائیونکا یہ فرقہ میلشیڈک کو طاقت الہٰی اور حضرت عیسےٰ سے برتر مانتا تھا- اور ان کا عقیدہ تھا کہ میلشیڈک خدا کے روبرو فرشتون کی شفاعت کرایا کرتا ہے- اس فرقہ میں کثیر التعداد آدمی شامل ہوگئے تھے مگر بعد ازان لگاتار ستایا جانے اور اسی قسم کے دیگر بواعث سے چند سالون کے اندر ہی نیست ونابود ہوگیا- نارمنز عیسائیون کے **میلچی شیڈک** اور **قریشان** کے مجوز لوگون مین ایک طریقہ جاری ہے کہ اس کے خاص پیروکار ہمیشہ مجرد رہتے ہیں اور **میلشیڈک** کے نام سے اپنی جماعت کا نام رکھتے ہین وہ ہینز لوگ بھی **میلشیڈک** کے نام کی تعظیم وتکریم کرتے ہین مگر عام طور پر عیسائیونکے گرجے ان لوگون سے کچھہ سروکار نہین رکھتے- باوجودیکہ بائبل مین ایک باب کا باب میلشیڈک کے تذکرہ مین موجود ہے اور پرانے عہدنامہ مین بھی بہت سی آیتین میلشیڈک کے بارہ مین پائی جاتی ہین-

قریبًا دوسو برس تک یعنی تیرہوین صدی سے پندرھوین صدی تک جرمنی- اٹلی اور فرانس مین ایک نئے عیسائی فرقہ کے پیدا ہوتے سے نہایت شوروغل برپا رہا- اسکا نام **بریدرن اینڈ سسٹرز آف دی فری سپرٹ** (آزاد سپرٹ کے بھائی اور بہن) تھا- اس کو تیرھوین صدی کے وسط مین ایک **فرانسسکن** طریق کے سادھو نے قایم کیا تھا- اور بعد مین یہ مشہور شہزادی **ول ہیلمنا** کے نام سے جو بوہیمیا کی **ملکہ کانسٹینس** کی ایک بیٹی تھی منسوب ہوگیا- شہزادی موصوف کو وہ لوگ نبوت کا درجہ دیتے تھے- اور **پال رسول** کے اس مقولہ پر* "کیونکہ اس روح زندگی کی شریعت نے جو مسیح یسوع مین ہے مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے چھڑا دیا (کیونکہ جتنے خدا کی روح سے رہنمائی کئے جاتے ہین وہ خدا کے بیٹے ہین) اپنے فرقہ کی بنا قایم کرتے تھے- اس فرقہ کی تعلیم کچھہ کچھہ ہمہ اوست کے عقیدہ یالوین ویدانت سے ملتی جلتی تھی- ان لوگون کا یہ عقیدہ تھا- کہ روحانی تصورات سے وہ خدا مین جذب ہو سکتے ہین اسلیئے وہ اپنے آپ کو خدا کا ایک حصہ یاجزو قرار دیتے تھے اور تمام قوانین انسانی والہٰی سے منحرف تھے نہ وہ بپتسمہ لیتے تھے اور نہ وہ مذہبی رسوم کے ہی پابند تھے- عیسائی چرچون کیجانب سے انکے ساتھ نہایت بے رحمانہ سلوک کئے گیئے اور انہین طرح طرح کے عذاب پہو نچائے گئے اور قریب قریب روزمرہ ان کی توہین وتحقیر کی جاتی تھی مگر با این ہم سنہ ۱۴۶۰ء تک یہ فرقہ قایم رہا- بعد ازان کالعدم کردیا گیا- بزور مغلوب کیا گیا- مگر ان کی تعلیم کبھی قطعی دور نہین ہوئی- کئی مرتبہ اس کی اشاعت ہوتی رہی گو آج کے دن کوئی خاص فرقہ اس نام کا موجود نہین ہے- مگر پھر بھی عیسائی گرجون کے ہزارون آدمی ان کی رائے کو تسلیم کرتے ہین-

سنہ ۱۸۶۰ء مین قصبہ **پیشوایل** واقعہ ریاست **ٹینیسی** صوبجات متحدہ امریکہ مین ایک فاضل عیسائی رہتا تھا- جسکا نام **پین** تھا- اسکی علمی لیاقت معقول تھی- اور اس کی دیگر قابلیتون مین سے ایک قابلیت یہ تھی کہ وہ ایراتی زبان کا بڑا بھاری ماہر تھا- اسے یہودیون اور عیسائیون کی مذہبی کتابون پر خوب دسترس تھی اور اسنے اپنے مطالعہ سے یہ عجیب وغریب نتیجہ نکالا تھا کہ عورتون مین روح نہین ہے مسٹر پین نے ایک رسالہ اسی بارہ مین شایع کیا- جس مین اپنے دعوے کے ثبوت مین اسنے خوب **بائیبل کی آیتون** کی بھرمار کی جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ عورتین آدمی سے کمتر ہین اور غیر فانی نہیں ہین یعنی ان کے اندر روح یا کوئی ایسی چیز نہین ہے جو کہ بعد از مرگ قایم رہے اس رسالہ نے عوام مین کسی قدر حیرت اور جوش پیدا کردیا اس کے بعد مسٹر پین نے ایک اور رسالہ شایع کیا- جس میں کم از کم اپنے حسب اطمینان بائیبلی حوالون سے یہہ واضح کردیا کہ تمام عورتیں محض حیوان مطلق ہین اور روح سے خارج- صرف آدمیون مین ہی غیرفانی روح ہے جہان تک مسٹر **پین** کا تعلق ہے یہ مسئلہ نیا نہین ہے- کیونکہ اس معاملہ کی نسبت اکثر عیسائی گرجون مین اضطراب پیدا ہوتا رہا ہے اور چھٹی صدی مین مقام **میکن** واقعہ فرانس مین عیسائیون کی ایک بھاری کونسل ہوئی تھی- جس مین قریب پچاس لاٹ پادری اس مسئلہ پہ بحث کرنے کے لیے جمع ہوے تھے- بہت بڑے بحث مباحثہ کے بعد کونسل بغیر کسی تحریری فیصلہ کے اٹھ کھڑی ہوئی مگر یہ اس نے قبول کرلیا کہ غالب شہادت یہ ہے کہ عورتون مین روح نہین ہے- اس سے صاف ظاہر ہے کہ قدیم عیسائیون میں عورتون کی پوزیشن نہایت ادنیٰ تھی اور آج کل کی طرح عورتون کو آدمیون کے برابر حقوق کا مستحق نہین مانا جاتا تھا-

سنہ ۱۸۴۹ء مین ریورینڈ ہنری جیمز پرنس- چرچ آف انگلینڈ کے ایک مشہور پادری نے ایک نیا پنتھ جاری کیا جس کا نام انہون نے- ایگے- پے- مون رکھا اس لفظ کا مخرج یونانی زبان کا ایک لفظ ہے- جسکے معنے ہین "مسکن محبت" مسٹر پرنس کا یہ دعوےٰ تھا- کہ خدا کی جانب سے ان پر وحی نازل ہوتی ہے اور ان کے فرقہ کا مقدم مشن یہ تھا- کہ ایک ایسی انسٹیٹیوشن قایم کی جاوے جس مین کہ شریعت زن ومرد باہم ملکر ایک مکمل زندگی بسر کرسکین- کئی مالدار آدمی مسٹر پرنس کے معتقد ہوگئے اور انہون نے ٹانٹن کے قریب چارلنچ مین

* پولوس کا خط رومیو نکو باب ۸- آیت ۲-

ایک بڑی بھاری جایداد خرید کی۔ جسکے اندر انہون نے مسکن محبت قایم کیا۔ جہان مسٹر پرنس کے پیروکار تمام عیش و عشرت کے سامانون سے لطف اٹھاتے تھے۔ اور جن جن اشیا کو دولت بہم پہونچا سکتی ہے وہ سب وہان مہیا تھین اگرچہ اس احاطہ کے اندر آنے یا گھر کے اندر جانے کی کسی غیر شخص کو اجازت نہ تھی۔ مگر اس مسکن محبت کے رہنے والے پوری آزادی کے ساتھ اندر باہر آتے جاتے تھے۔ مسٹر پرنس اپنے معتقدون کو کیا سکھاتے تھے یا کیا نہین سکھاتے تھے کسی کو ٹھیک معلوم نہین ہے۔ اگرچہ اس زمانہ مین تمام قسم کی افواہین مشہور تھین۔ گذشتہ سال کے آغاز مین مسٹر پرنس ۹۰ برس کی عمر کے ہوکر انتقال کر گئے۔ اور انہون نے ۵۳ برس تک مسکن محبت کا اہتمام اپنے ہاتھ مین رکھا۔ یہ انسٹیٹیوشن ابھی تک قایم ہے۔ جس کا اہتمام ان کے جانشینون کے ہاتھ مین ہے۔

ایک اور کسی قدر اسی قسم کی انسٹیٹیوشن چند سال ہوئے کہ دو رچیسٹر واقعہ صوبجات متحدہ امریکہ مین قایم کی گئی تھی۔ اس کا نام ایمان کا گھر رکھا گیا تھا۔ اس مین صرف بارہ آدمی شامل تھے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ خاص روحانی و جسمانی وسایل سے ان کا ہر ایک ممبر نئی زندگی حاصل کرکے مکمل ہو جاتا ہے اور یسوع مسیح کے ہم پلہ ہو کر تا ابد اس دنیا پر قایم رہتا ہے۔ کچھ عرصہ سے اس فرقہ کی بابت کوئی ذکر اذکار سننے مین نہین آیا۔ اور غالباً نیست و نابود ہو گیا ہے۔

آریہ میگزین

پنجابی کاتب اور حضرت مسیح موعود

چون خدا خواہد کہ پردہ کس ورد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

کچھ دنون سے ایک پنجابی کاتب صاحب نے دہلی جاکر مرزا حیرت صاحب کی مخالفت اور مولوی نذیر احمد بجنوری کے ترجمۃ القرآن کی غلطیون کی بیجا حمایت مین دارالعلوم کے نام سے ایک دو ورقہ شایع کرنا شروع کیا ہے۔ جس پر ریویو کے لیئے ہم سے بھی درخواست کی تھی + ہم نے حیرت اور نذیر احمد کے ترجمۃ القرآن پر جب رائے دی تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ نذیر احمد کی بیجا حمایت کی تکمیل کے لیئے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر بھی منہ چڑاتا۔ مگر ہم اس ناعاقبت اندیش پنجابی کاتب کو یہ مشہور مقولہ یاد دلاتے ہین +

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند

اور

کجا غوغائے شان برخاطر من وحشتے آرد
کہ صادق بزدلے نبود وگر بیند قیامت را

ہم کو کچھ ضرورت نہ تھی کہ اس پنجابی کاتب کو مخاطب کرین کیونکہ الحکم کے اجرا کی غرض و غایت اور ہمارا مقصد صرف اسیقدر ہے کہ ان پاک تعلیمات اور ربانی ہدایتون کو جو اس تاریکی اور الحاد کے زمانہ مین اسلام کو زندہ کرنے کے لیئے ہمارے سید و مولا امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے ہین۔ ان سعید الفطرۃ لوگون تک پہونچائین۔ جنہون نے محض خدا کے فضل سے اس آسمانی نور کو شناخت کیا ہے چنانچہ الحکم کے پڑھنے والے بخوبی جانتے ہین کہ الحکم کے کالم ہمیشہ اس قسم کی تحریرون سے پاک رکھے جاتے ہین جو محض نفسانی اغراض کی بنا پر تو تو مین مین تک پہونچائی جاتی ہین۔ جس کا اچھا خاصہ نمونہ اسی پنجابی کاتب کا دوورقہ ہے اور جیسا کہ خود اس کی ہی تحریر سے معلوم ہوا۔ پبلک پر بخوبی روشن ہو گیا ہے کہ اس کی غرض و غایت بجز مرزا حیرت کو گالیان دینے کے اور کچھ نہین۔

لیکن ہان اس قدر اعتراف ہم ضرور کرتے ہین کہ جب کوئی شخص محض شرارت کی راہ سے ان ہدایتون کی تبلیغ مین ہمارا سد راہ ہونا چاہے اور مسلمانون کے مذہبی عقاید کو صدمہ پہونچانے کی کوشش کرے اور غلط بیانیون سے مخلوق کو مغالطہ مین ڈالنا چاہے تو ایسے موقعہ پر ہم اپنا فرض سمجھتے ہین کہ معقول متین اور موثر پیرایہ مین ایسے غولان راہ کی شعبدہ بازیون اور ابلہ فریبیون سے اپنے ہم جنسون کو بچایا جاوے اور ان متاع ایمان کے ڈکیتون سے ڈیفنسو (دفاعی) اصول پر اپنی قوم کو محفوظ رکھنے کی سعی کرین۔

جس حال مین ہماری غرض و غایت ہمارا مقصد و مدعا صرف اسی قدر ہے کہ وہ پاک ہدایتین اور امن بخش تعلیمات جن کا دوسرا نام اسلام ہے شایع کرین اور جن کی اشاعت کے لیئے خدا کا فضل ہے کہ ہم کو تاج برطانیہ نے ہر طرح کی آزادی عطا فرما رکھی ہے اور یہ کہ ہم اپنے امام و مقتدا کی ہدایتون کو اپنی جماعت کو پہونچاتے رہین۔ جو ہند و پنجاب کے مختلف حصون مین آباد ہے اور اس تبلیغ مین ہم کو پریس کی طاقت سے کام لینا پڑتا ہے۔ پھر یہ کس قدر تعجب خیز بات ہے کہ وہ لوگ جن کو ہم کبھی مخاطب نہین کرنا چاہتے کیون ہمارا روئے سخن اپنی طرف سمجھ لیتے ہین ان کا یہ فعل ایسا ہے کہ دانشمند گورنمنٹ اس پر توجہ کرے۔

ہان یہ سچ ہے کہ ہم اپنی جماعت کو ان عقائد سے بیزاری کی تعلیم دیتے ہین جو قرآن کریم یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے منشاء کے خلاف ہین۔

مثلاً یہ کہ مذہب کے نام سے تلوار اٹھانا حرام ہے یا خونی مہدی اور خونی مسیح کا انتظار بیہودگی اور چھپی ہوئی غداری اور کفران نعمت ہے یا ایسا عقیدہ رکھنا کہ مہدی کے سامنے انگریزی سلطنت کے حکام اسیر کرکے پیش کیئے جاوینگے یا سرکاری خزانے اور بنک لوٹے جاوینگے

+ پنجابی کاتب ہم نے مخصوصاً اسلیئے لکھا ہے کہ دارالعلوم کے ایڈیٹر نے حضرت حجۃ اللہ علی الارض کو پنجابی پیغمبر لکھ کر پنجابی کو ایک حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے حالانکہ خود ایڈیٹر صاحب پنجابی اخلاط . . . . . کی ترکیب سے بنے ہوئے ہین + (ایڈیٹر)

جیسا اقتراب الساعۃ اور حجج الکرامہ وغیرہ کتابون مین درج ہے۔ ان عقیدون کو سچے اسلام سے کوئی تعلق نہین ایسے خیالات محض پولیٹکل جنگون اور منصوبون کے زمانون اور انسانون کی ایجاد اور اختراع ہین۔ مسیح موعود یا مہدی مسعود کے ساتھ ان کو منسوب کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر افترا کرنا ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنے والے موعود کا نشان یضع الحرب قرار دیا ہے کہ وہ لڑائیون کو دور کر دے گا۔ اب جبکہ یہ عقاید چھوڑنے کی تعلیم ہم اپنی جماعت کو دینا چاہتے ہین اور یہی ہمارا مقصود ہے تو ہماری ایسی تحریرون پر جو لوگ خواہ نخواہ چونکتے ہین اور مضطرب الحال ہو کر کہتے ہین کہ مسلمانونکو بدخواہ سرکار قرار دیا جاتا ہے۔ اس سے دانشمند اور فرزانہ طبع گورنمنٹ ضرور اس نتیجہ پر پہونچ سکتی ہے کہ ایسے لوگ حقیقت مین مسلمانون کے بدخواہ ہین جو ان کو ایسے عقاید رکھنے والے بتا کر دوستی کے لباس مین دشمنی کرتے ہین اور خود گورنمنٹ کے لئے قابل لحاظ ہین۔ ہم اس بات کو بتکرار بیان کرنا چاہتے ہین کہ ہمارے مخالف ان باتون پر کیون چونکتے اور چڑتے ہین جن کی تعلیم ہم اپنی جماعت کو دینا چاہتے ہین۔ گورنمنٹ ضرور اس امر پر توجہ کرے کہ ہم اپنی جماعت کو روکتے ہین کہ جہاد حرام ہے اور خونی مہدی اور خونی مسیح کا عقیدہ رکھنے والون سے الگ ہو جانا چاہیئے۔ یہ لوگ خواہ نخواہ اس سے چڑتے ہین۔ کہ ہم کیون ایسی تعلیم دیتے ہین ؟ اگر یہ خونی مسیح اور خونی مہدی کا عقیدہ نہین رکھتے تو کیون ہماری مخالفت کرتے ہین۔ بہرحال یہ ہمارے عقاید اور ہماری تعلیم ہے۔ جو ہمین خدا کے موعود اور معظم... امام کے ذریعہ ملی ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ الحکم کے ایڈیٹر کی حیثیت سے الحکم کے اغراض و مقاصد کے لحاظ سے اس کو ملک مین شایع کرین اور اپنی جماعت کو ہدایت کرین کہ وہ ایسے معتقدات رکھنے والون سے الگ ہو جائین۔ اور ان منافقانہ مزاج لوگون سے نہ ملین۔

جو ایسا عقیدہ رکھکر بھی سچے فرمانبردار کہلانا چاہتے ہین حالانکہ یہ عقیدہ رکھکر* مہدی کے سامنے بادشاہ ہند کے گلے مین طوق ڈال کر حاضر کیا جاوے گا۔ تاج برطانیہ کے ساتھ سچی ارادت کا دعویٰ نری فضول گوئی ہے۔

الغرض

پنجابی کاتب نے بمصداق چور کی ڈاڑھی مین تنکا اپنے آپ کو ان عقاید کا معتقد قرار دے کر پیسہ اخبار کی حمایت مین انکی طرف سے فدیہ ہونا گوارا کیا ہے۔ اور ۱۰- فروری کی اشاعت مین ایک مضمون الحکم کے مضمون مندرجہ ۳۱-جنوری ۱۹۰۲ء کی تردید مین بخیال خویش شایع کیا ہے دارالعلوم نے اس مضمون کے ذریعہ دراصل پیسہ اخبار کی مرزا حیرت کی مخالفت کے احسان کا بدلہ دیا ہے یا پاس وطن کے لحاظ سے اس پر احسان کیا کہ جن امور کا جواب اس سے نہ بن پڑتا تھا اور کبھی نہ ہو سکے گا۔ ان کو اپنی بیہودہ اور لاطایل تحریر کے ذریعہ چھپا کر پیسہ اخبار کی پردہ پوشی کی۔ ہم امید کرتے ہین کہ پیسہ اخبار ایسے نادان دوست کی حمایت سے کبھی خوش نہین ہوگا۔ ہم اس مضمون پر ایک سرسری نظر کرتے ہین جو پنجابی کاتب نے اپنے دو ورقہ مین اپنے دہلوی یا بجنوری حمائیتون کے بھروسہ پر لکھا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم اس پر ریویو کرین محض اس غرض سے کہ ناظرین اور گورنمنٹ کو معلوم ہو جاوے کہ اس پنجابی کاتب نے کس قدر شطنیت سے کام لیا ہے اور اصل مضمون کو چھوڑ کر خارج از مبحث امور پیش کر کے حقیقت کو چھپانا چاہا ہے۔ ان امور کو بیان کرتے ہین۔ جو ہم نے ۳۱-جنوری ۱۹۰۲ء کے الحکم مین شایع کئے تھے جن کو عمداً پنجابی کاتب نے چھوڑ دیا ہے اور ان پر ایک سطر بھی نہین لکھی

پہلی فروگذاشت۔ خونی مہدی اور خونی مسیح کے عقاید جو ہم نے نواب صدیق حسن خان اور اس کے بیٹے سید نور الحسن خان کی کتابون حجج الکرامہ اور اقتراب الساعۃ کے صفحون کے حوالے سے بیان کیئے تھے جو الحکم کے صفحہ ۱۰ کالم ۲ و ۳ اور صفحہ ۱۱ کالم اول مین درج ہین ان کی کوئی تردید نہین کی گئی اگر وہ ان عقاید کا دل سے دشمن اور ان کی اشاعت کو روکنے کی تدبیرون پر ہماری طرح کاربند ہونے والا ہے تو اسے چاہیئے تھا کہ نیک نیتی کے ساتھ ہماری تائید کرتا اور ان ملانون کو الگ جنہون نے یہ کتابین مفت سمجھ کر بہت سی لے لی تھین خصوصاً غیر مقلدون کو۔ اور گورنمنٹ کو الگ توجہ دلاتا کہ بیشک الحکم کی تحریر کے موافق ان کتابون کو جلا دیا جاوے۔ لیکن جبکہ وہ ان کتابون کے ذکر اور ان عقاید کی تردید کو بالکل چھوڑتا ہے تو کیا یہ ارادی اور عمدی ابلہ فریبی اور منافقانہ کارروائی نہین۔؟ ہم دعوے سے کہتے ہین کہ دارالعلوم کا پنجابی کاتب ہرگز ہرگز صفا نیت کے ساتھ اس تجویز مین ہمارا شریک نہین ہوگا۔ اور نہین ہو سکتا اور اگر وہ اس معاملہ سے الگ رہے تو صاف سمجھ مین آ سکتا ہے کہ ہماری مخالفت کی اصل وجہ کیا ہے ؟ ہان یہ ہماری دلی آرزو ہے کہ وہ اس تجویز مین ہماری تائید کرے اور ان سوختنی کتابون اور خطرناک عقاید کو ملانون کے حجرون اور دلون سے نکالنے مین ہمارا شریک ہو تو سب سے زیادہ خوشی ہمین اپنے اس دعوی کی غلطی کے ماننے مین ہوگی کہ دارالعلوم نے خونی مہدی اور خونی مسیح کے عقائد سے بیزاری پیدا کرنے مین ہماری تائید کی۔ بات کیسی سہل اور آسان تھی۔ مگر دارالعلوم نے عمداً اس پوائنٹ کو ٹچ نہین کیا۔

دوسری فروگذاشت۔ دوسرا امر اہم جسپر ہم نے زور دیا تھا وہ یہ تھا

---

* ہم کو افسوس کے ساتھ ان عقاید کو ظاہر کرنا پڑتا ہے ورنہ یہ ایسی باتین ہین کہ ان کے بیان سے ہی شرم آتی ہے اور ہم ہرگز ہرگز ان خطرناک عقیدون کا ذکر نہ کرتے اگر وہ کتابین جن مین یہ درج ہین ان ناعاقبت اندیش ملانون کی وظیفہ مین نہ ہوتین اور شایع نہ کی گئی ہوتین اور ان کے مصنفون کو بڑی عزت اور عظمت کی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا ۔ (ایڈیٹر)

کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ جہاد کا عقیدہ رکھنا گناہ ہے۔ اس لیئے جہاد کی ممانعت مین مولویون سے ایک فتوے لیا جاوے۔ اس کو بھی دارالعلوم نے صاف طور پر چھوڑ دیا ہے اور آیندہ کسی وقت پر مسئلہ جہاد پر کسی مضمون لکھنے کے وعدہ سے ٹالنا چاہا ہے۔

تیسری فروگذاشت۔ گورنمنٹ کی اطاعت بہ حیثیت اولوالامر کے کرنی چاہیئے۔ اس کو بھی دارالعلوم چبا گیا ہے۔

چوتھی فروگذاشت۔ آنے والا مسیح موعود اور مہدی مسعود ایک ہی شخص ہوگا۔ اور وہ مسیح ابن مریم کے نمونہ پر آئے گا۔ یعنے جس طرح پر اس نے آکر موسوی جنگون کے اعتراض کو اٹھا دیا تھا۔ اور امن اور صلحکاری کے ساتھ اپنی تعلیم پھیلائی تھی۔ اسی طرح پر محمدی مسیح جو سلسلہ احمدیہ کا خاتم الاولیا ہے ان جنگون کا نام و نشان مٹا دے گا جن کا غلط اور بیہودہ الزام اسلام پر لگایا جاتا ہے۔ بلکہ اپنی علمی سچائیون اور اخلاقی صداقتون اور روحانی فیوض و برکات اور سچی تعلیم کی ذاتی خوبیون اور حسن کے اظہار اور اس کے نتائج اور ثمرات کے بین نمونون سے ثابت کردیگا کہ اسلام کبھی تلوار سے نہین پھیلا۔ اور نہ کو اسلام کے لیئے کبھی تلوار اٹھانے کی ضرورت ہی نہین ہو سکتی۔

دارالعلوم نے اس اہم مسئلہ کو جس پر ہم نے بڑا زور دیا ہے بالکل چھوڑ دیا۔

پانچوین فروگذاشت۔ اسوقت مذہب کے لیئے جو لڑائی کرتا ہے۔ یا لڑنے والے کی تائید کرتا یا ایسے عقیدہ رکھتا ہے کہ کوئی مذہب کیلیئے لڑائیان کرنے والا آئے گا وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے۔ اس کی تائید مین ایک لفظ بھی نہین لکھا۔

سردست ہم ان پانچ فروگذاشتون پر ہی اکتفا کرتے ہین۔ اب یہ امر کس قدر دیانت داری اور تقوی شعاری کے خلاف ہے کہ امور مہمہ کو چھوڑ کر نفس مضمون سے بالکل الگ ہو کر اپنی خیالی اور فرضی باتین پیش کی جاوین دارالعلوم کی شرارت کے پورے اظہار کے لیے ہم یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہین کہ پیسہ اخبار کی مجوزہ کمیشن کے لیے جو امور عشرہ جن کا ذکر الحکم کے صفحہ ۱۳ کالم ۳ و صفحہ ۱۴ کالم اول مین وضاحت سے کیا گیا ہے ان کی تحقیقات کے لیے یہ پنجابی قوام کا ایڈیٹر دارالعلوم کوئی بحث نہین کرتا۔ اگر اسے دین و دیانت سے پیار اور راستی اور حق پسندی سے عار نہین تھی تو کیون اس نے ان امور عشرہ کی تحقیقات کے لیے اپنی رضامندی ظاہر کرکے تائید نہین کی؟ یہ تیسری بات ہے جو دارالعلوم کے چھپے ہوئے منافقانہ عقاید کو طشت ازبام کیئے دیتی ہے۔

اگرچہ اس کے بعد کوئی ضرورت نہ تھی کہ دارالعلوم کی بالکل بیہودہ اور ابلہ فریب تحریر پر کوئی نوٹس لیا جاوے مگر محض اس خیال سے کہ کسی سعید روح کو اس سے فائدہ پہنچ جاوے۔ ہم ان امور پر بھی ایک نظر کرتے ہین جو دارالعلوم کا مایہ ناز ہین۔ ہم اس حصہ کو چھوڑ کر جو پیسہ اخبار کے بھانڈپن مین صرف کیا ہے دارالعلوم کی قابل جواب تحریر پر توجہ کرتے ہین۔ اور اسے قولہ اور اقول کے طرز پر لکھتے ہین۔

قولہ۔ اب کئی امور تنقیح طلب ہین۔ (۱) کیا مرزا صاحب کے مخالف صرف پچاس مولوی ہین یا اور مسلمان بھی۔ (۲) کیا مرزا صاحب کی مخالفت لوگ اس وجہ سے کرتے ہین کہ وہ جہاد کی مخالفت کرتے ہین یا یہ کہ وہ اسلام مین رخنہ اندازی کرتے ہین (۳) کیا مرزا صاحب اپنے مخالفون پر پیچھے الزام لگا کر کرتے ہین (۴) کیا صرف پچاس مولویون کے خلاف مین انسداد جہاد کی کوششین کرنے سے مرزا صاحب گورنمنٹ کے اعزاز و اکرام کے مستحق ہو سکتے ہین۔؟

ان امورات تنقیح طلب کا جواب جو دارالعلوم نے خود ہی دیا ہے وہ بھی قابل غور ہے۔ امر اول کے متعلق لکھا ہے۔ کہ پچاس مولویون کے علاوہ اور بھی علماء مخالف ہین اور اس کے ساتھ تعلیم یافتہ مسلمان جن کا تعلق مختلف قومی انسٹیٹیوشنز سے ہے ان مولویون کے ہم خیال اور ہم زبان ہین۔

اقول۔ ایڈیٹر دارالعلوم کی راستبازی کی شناخت کے لیے یہی فقرے کافی ہین ہم پھر اس کے قبلہ و کعبہ پیسہ اخبار کی مجوزہ اور دارالعلوم کی تائیدی کمیشن کے انعقاد پر خوشی ظاہر کرتے ہین کہ اسی بات کی تحقیقات کی جاوے کہ تعلیم یافتہ گروہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے زیادہ قریب ہے یا مولویون سے۔ دارالعلوم کیا مسلمانون اور گورنمنٹ کو دھوکا دینا نہین چاہتا۔ جبکہ وہ تعلیم یافتہ گروہ کو مولویون کا ہم خیال بتاتا ہے۔ مسلمانون کے تعلیم یافتہ گروہ سے مراد ہمیشہ وہ قوم ہے جنہون نے انگریزی خیالات مین نشوونما پایا ہے اور مسلمانون میں یہ گروہ وہی ہے جو اپنے خیالات کی آزادی اور گورنمنٹ کی سچی خیرخواہی اور وفاداری کے ان اصولون پر چل رہا ہے جو سید احمد خان بالقابہ کے اصول تھے۔ اور کل ریفارمر پارٹی اسی گروہ مین ہے جو مولویون سے متنفر اور بیزار ہے کیونکہ ان مولویون نے ان کو نیچری قرار دے کر ان پر بھی کفر کے فتوے دیئے ہین پھر ہم دارالعلوم سے پوچھتے ہین۔ کہ وہ اپنے ایمان سے بتائے تو سہی کہ کیا یہ تعلیم یافتہ گروہ اور ریفارمر پارٹی اور مولویون کے معتقدات اور خیالات یکسان ہین؟ سید احمد خان اور اس کی تعلیم یافتہ جماعت خونی مہدی کے آنے اور اسکے جنگون سے ہی انکار کرتی ہے اور ان حدیثون کو وضعی قرار دیتی ہے کیا آپکے مقبولہ مولوی مثلاً نذیر حسین صاحب